قندیلِ نورانی
فی
مناقبِ امام خراسانی

(حیات اخندزادہ مبارک کا طائرانہ جائزہ)

تصنیف

تسنیم کوثر ہاشمی سیفی

ناشر

مرکزی جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام

بادشاہی روڈ ادھووال کلاں گجرات

قندیلِ نورانی
فی
مناقبِ امام خراسانی

(حیات اخندزادہ مبارک کا طائرانہ جائزہ)

تسنیم کوثر ہاشمی سیفی

ناشر

مرکزی جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام

بادشاہی روڈ ادھووال کلاں گجرات

نام کتاب .... قندیل نورانی فی مناقبِ امام خراسانی

(حیات اخندزادہ مبارک کا طائرانہ جائزہ)

تصنیف .... تسنیم کوثر ہاشمی سیفی

اشاعت .... رجب المرجب 1437ھ/2016ء

صفحات 96

تعداد 1100

قیمت ....

ناشر .... مرکزی جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام

سروس موڑ، بادشاہی روڈ ادھووال کلاں گجرات

ملنے کے پتے

مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد لکھوڈیر رنگ روڈ لاہور

جامعہ جیلانیہ رضویہ نادر آباد نمبر 1 بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

جامعہ گلزار سیفیہ رحمانیہ چندرائے روڈ نزد گوالہ کالونی چونگی امر سدھو لاہور

انتساب

حضرت اخندزادہ مبارک کی تعلیمات کے امین

سلسلہ عالیہ سیفیہ کے سالارِ اعلیٰ

یعنی

جگر گوشۂ امام خراسانی، وارثِ فیضان مبارک

پیر طریقت، واقف رموز حقیقت محمد سعید حیدری سیفی قدس سرہ

کی شفقتوں اور کرم نوازیوں

اور جامع علوم ظاہر و باطن، حقائق و رموز تصوف کے آشنا

حضرت علامہ مولانا محمد حمید جان سیفی کی نذر

نیز

حضرت اخندزادہ مبارک کے مقرب خدمت دین میں شب و روز مصروفِ عمل

یعنی

حضرت پیر طریقت، شیخ القرآن والحدیث مفتی

پیر محمد عابد حسین رضوی سیفی

کے ذوق سلیم کے نام

جن کی تحریک کی بدولت یہ ادنی سی کاوش زیب قرطاس ہو سکی

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اظہارِ تشکر

مربی و مرشدی، قیوم زماں، مجدد دوراں حضرت مبارک صاحب کی شان بسیط میں کچھ تحریر کرنے کیلئے ان نحیف و کمزور ہاتھوں میں قلم کاغذ تھما دینا یقیناً احسان خداوندی ہے اور عنایت مرشد ہے۔ مگر بجا طور پر میرا دل عزیزم برادرم مفتی عرفان اللہ صاحب سیفی کیلئے اظہارِ تشکر کی خاطر لبریز ہے۔ جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود معاونت کی اور اس مصروفیت کو بہت محبت اور خوشی سے فرض اولین سمجھتے ہوئے قبول کیا جبکہ یہ ناچیز حرمین شریفین کی حاضری سے بہرہ مند ہو رہی ہے۔ موصوف نے نہایت اخلاص، ذمہ داری اور خوبصورتی سے کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، ڈیزائننگ میں معاونت کی اور سب سے بڑھ کر اپنے خوبصورت علمی ذوق کے مطابق لمحہ لمحہ رابطہ رکھتے ہوئے قیمتی اور علمی آراء پیش کیں اور ہر جملے کے حُسن میں اضافہ کیا۔

دُعا ہے کہ کریم و علیم اللہ موصوف کو اس پر اجر جزیل عطا فرمائے، تمام امور مستحسنہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اُن کے علم و عمل، عمر اور ایمان و عرفان میں برکات کا نزول فرمائے۔ آمین

تسنیم کوثر ہاشمی سیفی

منقبت

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب

نہیں ہے کوئی ثانی با خدا قیوم دوراں کا
ہر اک انداز ہے واللہ جدا قیوم دوراں کا

خدا کے ذکر سے آباد کرسکتا ہے سینوں کو
جو سالک ہے اجازت یافتہ قیوم دوراں کا

جناب شیخ ہاشم کے خلیفہ اور نائب ہیں
ہے بالا ہر جہت سے مرتبہ قیوم دوراں کا

وجود ان کا ہے نورانی، کمال ان کا ہے لاثانی
انوکھا ہے جہاں میں سلسلہ قیوم دوراں کا

جلا دیتے ہیں وہ مردہ دلوں کو اک اشارے سے
ہے جاری فیض کا دریا سدا قیوم دوراں کا

عطا کرتے ہیں وہ شہزآد ہر سائل کو فیض اپنا
بڑا مشہور ہے جود و سخا قیوم دوراں کا

علامہ پروفیسر محمد شہزاد مجددی سیفی زید مجدہٗ

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

جگر گوشہ امام خراسانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حمید جان سیفی مدظلہ

حضرت سیدی اخندزادہ مبارک اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی تھے، مجدد زمانہ تھے، آپ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اور بدعت کا قلع قمع کیا۔ آج سلسلہ سیفیہ کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ متبع سنت دیکھائی دیتے ہیں تو یہ مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ فیض کا کمال ہے۔ مردہ دلوں کو عشق وعمل کی توانائی سے زندہ کیا اور نفوس کے شرور اور رزائل کو اپنی تربیت کاملہ سے ختم فرمایا۔ آپ کی تمام زندگی درس و تدریس، ذکر وفکر، تلاوت وعبادت مطالعہ ومراقبہ میں بسر ہوئی۔ یہاں تک کہ جس دن آپ کا وصال، ہوا اس دن خرابی صحت کے باوجود چھ گھنٹے محفل ذکر کی۔ چار گھنٹے نماز ظہر سے پہلے اور دو گھنٹے نماز ظہر کے بعد۔ پھر عصر کے بعد ختم خواجگان میں تشریف فرما رہے۔ نماز مغرب کے بعد گھر تشریف لے گئے تازہ وضو فرمایا پھر واپس مسجد میں آگئے۔ نماز عشاء کے بعد سورۃ ملک کی تلاوت سماعت فرمائی اور ذکر ہوا پھر رات کو گھر تشریف لے گئے۔ اسی رات آپ کا وصال ہوتا ہے۔ الغرض آپ کی تمام زندگی اسی طرح ذکر وعبادت میں گزری۔

آپ کی زندگی کے ان خوبصورت گوشوں میں سے سخاوت کا شمار امتیازی شان سے ہوتا ہے۔ چونکہ اولیاء رحمہم اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہوتے ہیں اور فیض نبوت سے جب ان کو حصہ ملتا ہے تو ان صفات کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے زیادہ سخی ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

اَللّٰہُ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا

یعنی سب سے بڑا سخی اللہ ہے اور پھر میں ہوں۔

صحابہ فرماتے ہیں کہ حضور کی سخاوت تیز چلتی ہوئی ہوا کی طرح ہوا کرتی تھی جبکہ مبارک صاحب بھی فیض نبوت کی برکت سے بہت کمال کے سخی و کریم تھے۔

ہمارے چچا، مبارک صاحب کے چھوٹے بھائی مولانا غلام الرحمٰن صاحب جب بھی ملاقات کے لیے حاضر ہوتے تو مبارک صاحب لاکھ لاکھ، دو دو لاکھ روپے انہیں دیتے۔ ایک مرتبہ دس لاکھ روپے انہیں عطا فرمائے۔ ان کی زمینوں میں ٹیوب ویل لگوا کر دیا، ان کے لیے مسجد بنوائی، گھر کے اندر تعمیر میں اخراجات عطا فرمائے پھر گاڑی بھی انہیں لے کر دی۔ یہ تو چھوٹے بھائی پر شفقت تھی جبکہ اس کے علاوہ بہت سے لوگوں پر شفقت فرماتے تھے۔ افغانستان کے ممتاز عالم دین مفتی نعمان کے ادارہ میں مسجد کی تعمیر کروائی، مفتی نعمان کو مکمل فتاوی جات اور حدیث وغیرہ کی کتب خرید کے دیں حاجی سلطان محمود اور بہت سے لوگوں کو مساجد تعمیر کروا کر دیں۔ جبکہ مولانا سبز گل کو ایک پوری لائبریری خرید کر دی۔ جبکہ مولانا گل عالم، مولانا عبدالسلام سب کو مکمل کتابیں خرید کر دیں جس میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف وغیرہ کے متعلق ضخیم کتب تھیں۔ جبکہ مجھے اپنی پرانی کتابیں عطا فرمائیں جن پر مبارک صاحب کے ہاتھ کے حاشیے لگے ہوئے تھے۔ پھر اتنی ہی کتابیں قبلہ حیدری صاحب کے صاحبزادہ عاشق اللہ کو عطا فرمائیں پھر میرے چھوٹے بھائی قاری حبیب صاحب اور یار صاحب کو بھی اتنی کتابیں خرید کر دیں۔ صاحبزادہ حسین پاچا اور حسن پاچا کو خرید کر دیں۔

مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک وصف کمال جو بہت نمایاں دیکھائی دیتا تھا وہ

حُب فی اللہ اور بُغض فی اللہ تھا۔ یعنی کسی سے محبت میں بھی رضائے الٰہی ہی پیش نظر رہتی اور کسی سے بیزاری اور سرزنش میں بھی منشائے خداوندی ہی سامنے ہوتا۔ آپ کے مرشد کریم حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مبارک صاحب کو فرمایا کہ "اخندزادہ تیرے اس قدر بلند مقام کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے اندر حُب فی اللہ اور بُغض فی اللہ کی صفت کمال پر ہے" سب سے بہترین عبادت بھی حُب فی اللہ اور بغض فی اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں صحابہ کرام کی صفات عالیہ کا آغاز کچھ اسطرح ہوتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔

یعنی جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بہت سخت ہے اور یہ بُغض فی اللہ ہے۔ جبکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ بہت رحمدل ہیں اور یہ حُبّ فی اللہ کا اظہار ہے۔

مبارک صاحب کی زندگی قرآن کے اسی مفہوم سے عبارت تھی۔ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ، مالی، جانی اور لسانی مقابلہ کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ خوب محبت کی۔ ان کو کھانا بھی پیش کرتے، مالی خدمت بھی کرتے اور نہایت خوش اخلاق طریقے سے پیش آتے۔

ولی کی ایک بڑی مشہور علامت ہے۔ جسے حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ

اذا رُؤُوْا ذُکِرَ اللہ

جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجاتا ہے۔

مبارک صاحب کے اندر یہ خوبی بھی واضح طور پر موجود تھی آپ کو اللہ نے ظاہری جسمانی حسن سے بھی نوازا تھا اور باطنی حسن بھی پورے عروج پر تھا۔ جو بھی دیکھتا اسے

خدا یاد آجاتا۔

آپ بہت زیادہ خوش اخلاق تھے۔ اخلاق کیا ہے؟ قرآن پر عمل اور مبارک صاحب اس میں بڑے راسخ تھے۔

حضور سیدی اخندزادہ مبارک شجاع و بہادر بھی بہت زیادہ تھے کبھی گمراہ فرقوں سے خوفزدہ نہیں ہوئے۔ حق بات کہنے میں کبھی کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ خود بندوق اٹھانے سے بھی نہ گھبرائے بدمذہبوں سے خود مناظرے کیے۔

مبارک صاحب علیہ الرحمۃ ایک جامع الصفات شخصیت تھے آپ کی کس کس صفت کا ذکر کیا جائے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا فیض دنیا کے مشرق و مغرب تک پہنچا، نہ صرف مرد اس فیض سے مستفید ہوئے بلکہ خواتین کو بھی واضح حصہ ملا۔

ان عظیم خواتین میں سے ایک محترمہ، عالمہ، حافظہ تسنیم کوثر ہاشمی صاحبہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مبارک صاحب کی برکت سے علوم ظاہری بھی عطا فرمائے اور علوم باطنی بھی۔ محترمہ دین کی خدمت میں شب و روز کمر بستہ ہیں۔ خرابی صحت کے باوجود اس محنت اور تندہی سے خدمت دین یقیناً نہایت اعلیٰ و عمدہ عمل ہے۔ پہلے میں سمجھتا تھا کہ شاید تسنیم صاحبہ چھوٹی چھوٹی اردو کی کتابیں پڑھاتی ہوں گی اور طالبات کو تبلیغ اور تقریر کے لیے تیار کرتی ہوں گی۔ ایک مرتبہ ان کی دعوت پر جب میں جامعہ سیفیہ رحمانیہ گیا تو ان کی کتب دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ بڑی بڑی کتابیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ جلالین، بیضاوی اور دیگر ادق کتب پڑھتی ہیں تو انہوں نے بتایا کہ سرکار ہمارے جامعہ میں یہ سب کتب پڑھائی جاتی ہیں بلکہ دورہ حدیث تک تمام نصاب تنظیم المدارس شامل تدریس ہے۔ الحمد للہ انہوں نے جو دین کی خدمت

سرانجام دی اس کے اثرات دور تک پہنچے ہیں۔ مجھے پتہ چلا کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں ان کی تلمیذات نے مدارس قائم کیے ہیں اور دین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں مختلف شہروں میں ان کی تلمیذات نے مدارس قائم کیے ہیں اور دین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ نہ صرف پنجاب بلکہ کشمیر میں بہت سی شاخیں موجود ہیں۔ یقیناً یہ مبارک صاحب کے فیضان کا اثر ہے اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو عام و جاری وساری فرمائے۔ امین

الفقیر محمد حمید اخندزادہ سیفی

آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

جگر گوشۂ مبارک صاحبزادہ حضرت احمد سعید یار جان مبارک مدظلہٗ

حضرت سیدنا اخندزادہ مبارک کی ہستی ایک ہمہ گیر شخصیت ہے۔ اللہ رب العزت صدیوں بعد ایسی ہستی کو پیدا فرماتا ہے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی کے کون کون سے گوشے کو بیان کیا جائے اور کس کس سے صرف نظر کریں۔ وہ تو ہر شعبے میں جامع دیکھائی دیتے ہیں۔ انہیں بطور والد دیکھا جائے، بطور استاد پرکھا جائے، بطور پیر و مرشد جانچا جائے، بطور معلم و مدبر دیکھا جائے، سیاسی بصیرت والی شخصیت کے لحاظ سے دیکھا جائے، علم و عمل کے پیکر دلپذیز ہونے کے حوالے سے دیکھا جائے، متقی و پرہیزگار ہونے کے اعتبار سے دیکھا جائے الغرض آپ کے ہر گوشۂ زندگی کی اپنی شان ہے جہاں تک تعلق ہمارے اپنے مشاہدے کا ہے تو ہم نے مبارک صاحب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا عملی پیکر دیکھا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بیان فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، عبادت و ریاضت ایسی ہوتی تھی، اگرچہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک تو نہیں دیکھا لیکن جیسا کتب احادیث و سیرت میں پڑھا، مبارک صاحب کو ہو بہو اس پر عمل پیرا دیکھا۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ مولانا محمد ہاشم سمنگانی میرے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ "اخندہ زادہ آپ کو یہ بلند مقام اس لیے ملا ہے کہ آپ میں حُب لِلّٰہ اور بُغض لِلّٰہ اتم طریقے سے موجود ہے"۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "حُب لِلّٰہ تو بہت سے

لوگوں زمیں موجود ہوتا مگر بُغض لِلّٰہ بہت کم پایا جاتا ہے۔'' اللہ نے مجھے یہ سعادت بخشی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں، دین کے دشمنوں اور گمراہ فرقوں کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتا ہوں۔اور اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مقام وسعادت عطا فرمائی ہے۔

مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے اسلاف کے عمل وکردار کی واضح تصویر دیکھائی دیتی ہے۔ ہم نے سلوک وتصوف کے بارے میں کتابوں میں پڑھا تھا کہ آداب واطوار تصوف کیا ہیں۔ مگران کتابی باتوں کو مبارک صاحب نے عملی طور پر پیش کر کے دیکھا دیا۔ بہت سے بزرگوں کے متعلق کتابوں میں پڑھا تھا کہ وہ تربیت کے معاملے میں یوں سخت تھے، کسی بے عمل و تارکِ سنت سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ بے داڑھی شخص کو پہلی صف میں کھڑا نہیں ہونے دیتے تھے۔ ہمیں حیرانگی ہوتی کہ یہ کیسے بزرگ ہوتے ہوں گے۔ لیکن مبارک صاحب کو ہم نے دیکھا کہ وہ اسلاف کے طریقۂ صالحہ کو اپناتے تھے اور اس مشکل دور میں جب ترک سنت کوئی بڑی بات نہیں سمجھی جاتی اور دین پر عمل کرنے والوں کو دقیانوسی، بنیاد پرست اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔

مبارک صاحب کی ایک بہت بڑی کرامت جو میں سمجھتا ہوں وہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنا اور روح تصوف بیدار کرنا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ آپ جس علاقہ میں رہے وہاں نہ جدید ذرائع مواصلات تھے اور نہ ہی آپ نے پبلشنگ کا سہارا لیا، نہ میڈیا کا اور نہ جدید طریقۂ ہائے اشاعت کا۔ بلکہ اللہ

رب العزت نے مبارک صاحب کو ایک باطنی قوت سے نوازا تھا کہ وہاں باڑے جیسے دور افتادہ علاقہ میں ہر رنگ و نسل کے لوگ آئے اور آپ نے بلا تفریق و امتیاز انہیں نوازا اور اسوۂ نبوی ﷺ کے پیکر بنا کر اپنے اپنے علاقوں میں ڈیوٹی لگا دی۔

مختلف بزرگوں کی کتب مثلاً انوار قدسیہ، کشف المحجوب، مکتوبات امام ربانی میں جو اولیاء کے احوال و آداب مریدین اور مقامات تصوف پڑھنے کو ملتے تو ہم حیرت زدہ ہوتے ہیں اور ایک تجسس ہوتا کہ وہ کیسے لوگ تھے۔ مگر ان کا نمونہ ہم نے مبارک صاحب کی زندگی میں دیکھا۔

ہمارے ایک ساتھی محمد فاروق سیفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مبارک صاحب کی زندگی میں ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے اور سرکار مبارک ہمیں اپنی توجہات سے نوازتے تو ہم اپنے آپ کو عجیب مقامات، بلندیوں اور عروج سے مشرف پاتے تو محسوس کرتے کہ یہ غوث و ابدال تو چھوٹے چھوٹے مقامات ہیں۔ اصل میں ہم مبارک صاحب کے انوار و تجلیات میں گم ہو چکے ہوتے تھے اور مبارک صاحب کی توجہ میں مستغرق ہوتے تھے۔

حقیقۃً مبارک صاحب عظیم شان و مرتبہ کے مالک تھے۔ اگر مبارک صاحب پر کوئی شخص قلم اٹھانا چاہے تو وہ بھی کسی مقام والا ہونا چاہیے جس نے مبارک صاحب کے مقام و شان و جانا ہو۔ ایک ڈاکٹر ہی ڈاکٹر کو صحیح معنوں میں پہچان سکتا ہے۔ اسی طرح ایک عالم ہی دوسرے عالم کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے جیسے کہتے ہیں۔

ولی را ولی می شناسد

ہماری محترمہ باجی تسنیم صاحبہ نے جو مبارک صاحب کے احوال اور آپ کی

شان کے متعلق قلم اٹھایا ہے تو معمولی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جس نے مبارک صاحب کو جانا و پہچانا نہیں ہے وہ مبارک صاحب کے متعلق لکھ ہی نہیں سکتا۔ ان کے صورت، ان کی سیرت اور اخلاق وتقویٰ کے بارے میں جاننے والا ہی لکھ سکتا ہے۔ محترمہ باجی صاحبہ لائق صد تحسین ہیں کہ انہوں نے اس حوالے سے قلم اٹھایا۔ باجی صاحبہ کی شخصیت خود بھی ایک جامع شخصیت ہے ان کی دینی خدمات، ان کے ادارے ان کی تربیت یافتہ خواتین یقیناً مبارک صاحب کے فیض کی برکات ہیں۔ اس لیے ان کا اس موضوع پر قلم اٹھانا اور مبارک صاحب کی ذات گرامی کے متعلق کچھ لکھنا یہ اللہ رب العزت کے خاص کرم کی بدولت ممکن ہوسکتا ہے۔ اللہ رب العزت ان کے زور قلم کو اور زیادہ فرمائے۔ مبارک صاحب کے احوال پر بہت کچھ لکھنا ابھی باقی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ آپ کا تصرف ہے کہ جس سے جتنا چاہیں لکھوادیں۔ یہ نگاہ مبارک کی کرم نوازی ہے کہ انہوں نے باجی صاحبہ کو مختصر احوال قلمبند کرنے کے لیے منتخب فرمایا اللہ تعالیٰ باجی صاحبہ کو جزائے خیر دے۔ والسلام

خیر اندیش

احمد سعید یار جان

آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ کچھ افراد کو اشاعت اسلام، دین کی سربلندی اور فروغ سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے منتخب فرماتا ہے حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ ان ہی عظیم شخصیات میں سے ایک ہیں آپ مبارک علوم ظاہریہ اور باطنیہ کے جامع تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بلا شبہ آپ کی شخصیت ہمہ پہلو شخصیت تھی۔ اس کا اعتراف علماء کرام اور مشائخ عظام بیک زبان کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی عظمت کو عرب وعجم، یورپ و پاکستان وافغانستان ہندوروس اور اُس کی تمام ریاستوں میں تسلیم کیا گیا میرے جیسا کم علم ایسے آفتاب ومہتاب کی عظمت کو کیا بیان کرے۔

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

عزیزہ تسنیم کوثر ہاشمی سیفی نے اس مختصر سے رسالہ میں سرکار اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا۔ دُعا ہے اللہ رب العزت قبول فرمائے اور قبلہ اخندزادہ مبارک عزیزہ کی اس کاوش کو اپنی تائید سے نوازیں اور عزیزہ جو دین کے لیے شب وروز کوششیں کر رہی ہیں اور جو مدارس کا جال بچھا رکھا ہے اور اُس میں ہر وقت مصروف عمل ہیں خدا تعالیٰ قبول فرمائے اور دولتِ علم وعمل کے ساتھ ساتھ صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

خاک راہ صاحبِ دلاں

پیر محمد عابد حسین رضوی سیفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

تصوف کو صوف سے مشتق مانیں یا صفہ سے، اس لفظ کو صفا سے ماخوذ قرار دیں یا صف سے، بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان توبہ کرتے ہوئے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے رستے پر گامزن رہے، اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے اپنے آپ کو مزین کرے اور مخلوق خدا کے لیے اس کا وجود نفع بخش ہو۔ تعلیماتِ اسلامیہ کا نچوڑ اور لبِ لباب یہی ہے۔ اسی مقصد کے لیے انبیاء کرام تشریف لاتے رہے اور اسی تعلیم کو اولیاء عظام آگے لے کر بڑھے اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کے لیے مصروف عمل رہے۔ یہی وہ خوبصورت راہ ہے جسے کبھی تصوف کا نام دیا گیا ہے تو کبھی احسان کہہ کر پکارا گیا یہ کبھی تزکیہ باطن کہلاتا رہا تو کبھی تصفیۂ نفس، الغرض بنیادی مقصد ایک ہی رہا۔ صوفیاء عظام کی راہ ہی اصل میں وہ راہ ہے جو ہر قسم کی کجی اور ٹیڑھ پن سے محفوظ ہے۔ یہی وہ جادۂ مستقیم ہے جو فیضِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی لے کر آگے نور بانٹتا ہے اور اسی راہ ہدایت کو افراط و تفریط سے منزہ و مبرا قرار دیا جاتا ہے۔

یہ انہی صوفیاء کا فیض نظر ہے کہ ماضی کے بتکدۂ ہندوستان میں آج نعرۂ توحید گونج رہا ہے، ذات پات اور احقر و اعلیٰ کی مالا جپنے والے لوگ آج مساوات کا سبق پڑھا رہے ہیں یہ اولیاء کا اسلوب تبلیغ ہی تھا جس نے متکبر و متشدد راجاؤں کو عاجز اور امن پسند بنا دیا۔ دہشت گردی کی جس تعریف کو لے لیں وہ یہود و ہنود پر تو بالکل صادر آتی ہے مگر صوفیاء کرام نے اپنے کردار و عمل سے ان دہشت گردوں کو ''مسلم'' اور ''مومن'' بننے پر مجبور کر دیا۔ ہم تاریخ عالم اٹھا کے دیکھ لیں، یہ ماننے پر مجبور ہو جائیں

گئے کہ ''صوفی خود بھی امن پسند ہیں اور اپنے ساتھ منسلک افراد میں بھی یہ قیمتی جذبہ پیدا کر دیتے ہیں۔ ہمیشہ دہشت مقابلہ رہا مگر ان کے من کا امن وسکون ہر قسم کی دہشت گردی پر غالب آ کر اسے رام کر گیا۔ برصغیر پاک وہند میں یہ خدمات سرانجام دینے والی شخصیات کی خدمات وکردار سے تاریخ برصغیر بھری پڑی ہے۔ آپ سید علی ہجویری، گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پڑھ کر دیکھ لیں یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی سوانح کا مطالعہ کر لیں، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی، خواجہ نظام الدین اولیاء، بابا فرید گنج شکر، حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ باقی باللہ، الغرض ایک لمبی فہرست ہے جن کے کارہائے نمایاں دور حاضر کے مفکرین کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ ہمیشہ سے ان پاکباز ہستیوں کا خاموش کردار معاشرے میں توازن پیدا کرتا رہا ہے اور آج بھی اسی کی ضرورت ہے۔

انہی بلند کردار شخصیات میں ایک خوبصورت نام حضرت شیخ المشائخ، مجدد وقت، اخندہ زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی وخراسانی کا ہے۔ آپ افغانستان کی مردم خیز سرزمین پر پیدا ہوئے، اپنے فیوضات وبرکات سے تشنہ دلوں کو سیراب کرتے ہوئے باڑہ پشاور میں جاگزیں ہوئے۔ اس بے آباد علاقہ میں جہاں قدم رکھنا جان ہتھیلی پر رکھنے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ نہ ٹرانسپورٹ کی خاص سہولت، نہ میڈیا، نہ جدید ذرائع ابلاغ کا تعاون، بس ان کے فیض کا زور تھا کہ لوگ امڈ کے آتے گئے اور وہ ان بے راہ روں کو راہ خدا سے روشناس کرواتے گئے، سینکڑوں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ خدا شناس اور خود شناس بنے۔ معرفت کے ایسے جام عطا کیے کہ آج ہر شعبۂ زندگی میں ان کے فیض یافتگان سنت رسول ﷺ کا پیکر بنے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس نشے میں ایسے مست ہیں کہ کسی ملامت گر کی ملامت انہیں جادۂ ہدایت سے منحرف نہیں کر سکتی۔ اہل

لاہور کی خوش نصیبی دیکھیے کہ زندگی کے آخری ایام میں وہ یہاں تشریف لے آئے۔ یہی وصال ہوا اور آج ان کا مزار پر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

ان کے خلفاء کرام کے محافل میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس مبارک فیض کے کتنے حسین امین ہیں اسلام کا درد، لوگوں کو برائی سے بچا کر اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار بنانے کا جذبہ، خدمت خلق، الغرض جو عمدہ تعلیمات حضرت مبارک صاحب سے ملیں ان کو ہر آن چار دانگ عالم میں پھیلا رہے ہیں۔ آپ کے انہیں مشہور و معروف خلفاء میں سے حضرت پیر طریقت مجاہد اہلسنت مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب ہیں، قبلہ مفتی صاحب سے ملاقات رہتی ہے آپ کا خدمت دین کا جذبہ لائق صد تحسین ہے۔ آپ ایک جامعہ کے سر پرست بھی ہیں جہاں کثیر تعداد میں طلباء طالبات علم دین کے فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ آپ کے پاس ایک وسیع لائبریری ہے جہاں علوم وفنون کی ضخیم و کثیر کتب دستیاب رہتی ہیں اور مجھ جیسے طالبان علم کے لیے ایک انمول تحفہ ہے جہاں بڑی آسانی سے علمی مواد ملتا ہے یہ یقیناً حضرت اخندزادہ مبارک کی نظر و تربیت کا اثر ہے کہ کیونکہ آپ علم سے محبت رکھنے والے اور صاحب مطالعہ شخصیت تھے اسی طرح یہ جذبہ آپ کے خلفاء میں بھی منتقل ہوا۔

حضرت اخندزادہ مبارک صاحب جس قدر بڑی شخصیت ہیں اس طرح ان پر کام کی اشد ضرورت ہے۔ آپ کی ایک جامع سوانح و سیرت بازار میں آنی چاہیے تاکہ لوگ جان سکیں کہ اس مرد قلندر کے شب و روز کیسے گزرے اور اس قدر لوگوں کو متاثر کرنے والی شخصیت کس بلند پایہ کردار کی مالک تھی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس پر مفتی پیر عابد حسین سیفی صاحب کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے جلد پایہ تکمیل تک

پہنچانے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

حضرت اخندزادہ مبارک کے فیض نے جہاں مرد حضرات کو مستفیض کیا وہاں خواتین بھی مستفیض ہوئیں۔ مجھے اس کا احساس اس وقت ہوا جب 2015 میں جامعہ سیفیہ رحمانیہ ادھووال گجرات میں لیکچر دینے کا اتفاق ہوا۔ محترمہ و مکرمہ باجی تسنیم کوثر ہاشمی صاحبہ کا دینی کام دیکھ میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ ایک خاتون ہو کر اس قدر وسیع اور منظم کام اور ماشاءاللہ شرعی حدود کے مطابق باپردہ رہ کر دور حاضر میں ایسا کام واقعی لائق صد تحسین و قابل صد ستائش ہے۔ محترمہ باجی صاحبہ خود، عالمہ، حافظہ، قاریہ ہونے کے ساتھ ساتھ صحاح ستہ تک کے اسباق خود پڑھاتی ہیں اور وعظ و تبلیغ کا ایک وسیع سسٹم ہے جو ان کے زیر انتظام بحسن و خوبی مل رہا ہے۔ کثیر تعداد میں خواتین کے مدارس قائم ہیں جہاں علوم ظاہریہ کے ساتھ ساتھ حضرت مبارک صاحب کے فیضان کے مطابق علوم باطنیہ بھی سکھائے جاتے ہیں۔

کتاب ہذا باجی صاحبہ کی ایسی علمی کاوشوں میں سے ایک نمونہ ہے۔ جس میں حضرت مبارک کی مختصر سوانح اور خدمات و کمالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اللہ کریم اس کتاب کو نفع بخش بنائے اور محترمہ باجی صاحبہ کے علم و عمل اور رحمت میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر سعید احمد سعیدی

چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ

گیریژن یونیورسٹی لاہور کینٹ

ہو اگر خود نگر و خودگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے
(علامہ اقبال)

اسم ذیشان:۔ سیف الرحمان

القاباتِ بابرکات:۔ اخندزادہ مبارک، قیومِ زمان، مجدّ ددوران، شہنشاہ خراسان، مجدّ دملت، سرفراز مقام عبدیت وصدیقیت وامامت

تاریخ ولادت:۔ 1349ھ بمطابق 1925ء

مقام ولادت:۔ افغانستان کے شہر جلال آباد سے 20 کلومیٹر دور جنوب کی طرف واقع ایک گاؤں کوٹ باباکلی۔

اساتذہ کرام:۔ پہلے استاد آپ کے والد علامہ قاری سرفراز خاں علیہ الرحمہ جن سے ناظرہ قرآن کریم اور کچھ صورتیں حفظ کیں۔

دیگر اساتذہ:۔ علوم وفنون کی تحصیل کیلئے آپ مبارک پشاور اور مضافات کے کئی علماء اہل سنت کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے رہے جن میں سے چند اساتذہ کے اسماء ملاحظہ ہوں۔

1۔ شیخ القرآن مولانا محمد اسلم باباصاحب
2۔ حضرت مولانا محمد آدم خاں صاحب آمازوگڑھی
3۔ حضرت مولانا محمد ولید صاحب (سرکار مبارک کے بڑے بھائی)
4۔ حضرت مولانا محمد عبدالباسط
5۔ مولانا سیّد عبداللہ شاہ صاحب

6۔ مولانا محمد اسلم صاحب

7۔ مولانا محمد حسین صاحب

آپ کی پہلی بیعت

ویسے تو آپ بچپن سے ہی صاحب کشف ومشاہدہ تھے آپ خود فرماتے ہیں کہ میں چھوٹے ہوتے کون ومکاں اور جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ اور جو مخلوق خدا لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہوتی وہ مجھے دکھائی دیتی۔ علوم ظاہرہ کی تحصیل کے بعد باضابطہ طور پر باطنی فیوضات کیلئے آپ کسی مرد حق کی تلاش میں رہے آخرکار جامع معقول ومنقول شیخ المشائخ علامہ شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میسر آ گئی۔ ان کے دست حق پر بیعت نصیب ہوئی۔ آپ کی پہلی ہی توجہ سے حضرت مبارک کے عالم امر کے پانچ لطائف (قلب، روح، سرّ، خفی، اخفیٰ) ذاکر ہو گئے اور ایسے ذاکر ہوئے کہ چادر اور جبّے کے اندر سے بھی بے قرار دھڑکتے اور تڑپتے نظر آتے۔ عرصہء مختصر کے بعد ہی آپ کے مرشدِ اوّل علامہ شاہ رسول طالقانی وصال فرما گئے تو بقیہ منازلِ سلوک کیلئے تجدید بیعت کی ضرورت تھی۔

آپ کی دوسری بیعت

شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمہ کے ہی نامور خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ثانی کی حضرت مبارک کو ان سے اور ان کو حضرت مبارک سے بے پناہ محبت تھی۔ انہوں نے قیوم زماں اور یوسفِ ثانی کے القابات سے حضرت مبارک کو نوازا۔ فرمایا کرتے تھے اے سیف الرحمان تم میرے کمالات کے نقش ثانی ہو۔ مرشدِ کریم نے آپ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ جو اخندزادہ سیف

الرحمان کو مقبول ہو گا وہ مجھے مقبول ہے جوان کو مردود ہو گا وہ میرا بھی مردود ہے۔

رشتہ ازدواج

آپ کی کل شادیاں 7 ہوئیں جن میں سے 4 ازواج وقت وصال موجود تھیں۔

اولاد مبارک

آپ علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن انشاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرمان کے مطابق کثرتِ اولاد پر فخر کریں گے۔ اللہ کریم نے حضرت مبارک کو اس میں بھی حظِ وافر عطا فرمایا ہے۔ آپ کی اولاد میں 13 صاحبزادے، 7 صاحبزادیاں اور 100 سے زیادہ پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور ایسے ہی کم و بیش پڑپوتوں اور پڑنواسوں کی تعداد ہے۔

درس وتدریس میں آپ کی خدمات

جوانی پوری، طلب علم میں گزار کر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کے مستحق قرار پائے، جو پیارے آقا نے فرمایا کہ جوانی حصولِ علم میں بسر کرنیوالا بروزِ قیامت عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔ حصول علم کے بعد آپ علیہ الرحمہ نے اپنی عمر کا بہت حصہ درس وتدریس میں گزارا اور ساتھ ہی طریقت وارشاد کا کام بھی جاری رکھا آپ ایک اعلیٰ پائے کے معتبر ومستند عالم ہونے کے باعث مرجعِ خلائق ہوئے۔ تفسیر قرآن، علمِ حدیث، فقہ واصولِ فقہ، علم صرف ونحو نیز ہر وقت علومِ شریعت وطریقت کی فضاء میں پرواز کرتے نظر آتے رہے۔

حضرت مبارک اپنے مرشد قیوم زماں کی نظر میں

سلوک میں بھی آپ نے منفرد مقام پایا۔ جب آپ نے استاذ العلماء، شیخ

المشائخ، قیوم زماں علامہ شاہ رسول طالقانی سے بیعت وذکر کی سعادت حاصل کی اور ان کی پہلی ہی توجہ سے آپ کے لطائف خمسہ ذاکر ہوگئے تو گویا یہ اشارہ تھا کہ آپ کی ذاتِ مبارک سے ان اسباق اور مراحل کا خواب پر چار ہوگا۔ اور یہ دولتِ بے بدل سرعام لوگوں میں تقسیم ہوگی ۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ حضرت کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت ہاشم سمنگانی کی بیعت کے بعد آپ نے حضرت مبارک کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ حضرت ہاشم سمنگائی رحمتہ اللہ علیہ جب افغانستان سے پاکستان بغرضِ علاج منتقل ہوئے اور حضرت مبارک علیہ الرحمہ ان کے بعد درس وتدریس اور ارشاد ودعوت کی ڈیوٹی کیلئے رک گئے تو مرشد کی جدائی میں تڑپ اور بے قراری کا کچھ مداوا نہ تھا مریدِ صادق کی یہ محبت تو تھی ہی۔ دوسری طرف خود مولانا ہاشم سمنگانی رحمتہ اللہ علیہ کیلئے بھی اپنے مرید صادق کی جدائی ناقابل بیان تھی۔ جس کا اندازہ اس تحریر سے فرمائیے ''فراقِ اخندزادہ فقیر را بسیار دشوار است نمی دانم سبب آن چیست '' اخندزادہ کی جدائی فقیر کیلئے بہت دشوار ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا سبب کیا ہے اور ساتھ ایک پشتو شعر بھی تحریر فرمایا۔

خط چہ کوڑے ورتہ جاہرہ

ماچہ لیکہ ورتہ دیر ژړیدلے

ترجمہ:۔ جب میں نے خط لکھا تو بہت رویا اس لئے تم بھی جب پڑھو گے تو خوب رو‌ؤ۔ مولانا ہاشم سمنگانی نے حضرت مبارک کو فرمایا کہ جب بھی جس زمین پر اترو گے اسے تم پر بہار اور گل وگلزار کرتے جاؤ گے۔ مرشد کی دعا ثمر بار ہوئی اور حال یہاں تک پہنچا کہ حضرت تو حضرت آپ کے غلام بھی کہیں ڈیرہ لگالیں تو بیابان

گلستان بن جاتا ہے۔ آپ اپنے مرشد کے میکدہ سے سیراب ہوئے روشنیاں حاصل ہوئیں۔ ایک مرتبہ آپ کے مرشد گرامی نے فرمایا کہ آپ کی مثال سورج کی سی ہے۔ پھر آنے والے وقت نے یہ دکھادیا کہ حضرت مبارک نے اپنے فیضان اور توجہات سے کم وبیش 60 سے 70 ہزار خلفاء کو سیراب کر کے ایسی پرنور جماعت تیار کی کہ نہ صرف ان کی اپنی ذاتوں میں نور آیا بلکہ وہ سب بھی اپنے اپنے علاقوں میں چمکتے سورج بن گئے جو اپنے سامنے آنے والوں کو چمکار ہے ہیں۔ کیونکہ مبارک علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ذکرِ خداوندی کے ساتھ انوار وتجلیات کا نزول ہوتا ہے جبکہ شیطان ناری ہے۔ جہاں نور کا نزول ہو وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدامِ مبارک کے سامنے آنیوالے بھی چمک اٹھتے ہیں۔

افغانستان سے پاکستان ہجرت

افغانستان سے ہجرت کے وقت روس سے جنگ تھی تبلیغی جماعت کا زور تھا اور جنگ کی بجائے وہ لوگ سارازور وشور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو اپنا ہمنوا وہم خیال بنانے مین صرف کر رہے تھے۔ ان لوگوں کی اصلیت کھل کر سامنے آ رہی تھی۔ حضرت مبارک ایسے میں کیونکر خاموش رہتے آپ کو سخت پریشانی لاحق تھی۔ تب ہی آپ علیہ الرحمہ نے ان لوگوں سے مناظرہ ومجادلہ کیا۔ 1977ء کے اواخر میں آپ نے وہاں سے ہجرت فرمائی اور پاکستان میں نوشہرہ تشریف لائے۔ نوشہرہ کے مضافات میں پیر سباق کا علاقہ ہے جہاں مولانا ہاشم سمنگانی کا مزارِ پُرانوار ہے۔

اڑھائی سال کا عرصہ آپ نے وہاں گزارا پھر وہاں سے آپ نے حاجی سلطان محمد آفریدی اوران کے رفقاء کی پیش کش اور گزارشات پر باڑہ کے علاقہ منڈیکس کو

مسکن بنایا چونکہ آپ کے برادرِ خورد حضرت غلام الرحمان، آفریدی صاحب کے علاقہ میں خطیب وامام مسجد تھے۔ ان کے توسل ہی سے آپ کا تعارف ہوا پھر مذکورہ اشخاص نے انتہائی اسرار اور محبت سے حضرت مبارک کو وہاں بلالیا۔ جہاں آپ نے تعلیمات شریعت وطریقت کو بام عروج تک پہنچایا۔ ملک کے طول وعرض میں دیکھتے ہی دیکھتے گزرتے دنوں کے ساتھ حلقہ متوسلین عروج پکڑتا گیا۔ اس سرزمین کی طرف متلاشیان حق کیلیئے ایسی کشش اور روشنی رکھ دی گئی کہ ہر ضلع اور صوبہ کے لوگ آپ کی غلامی میں آنے کو فخر سمجھ کر شامل ہونے لگے۔ بے راہ اور بے دین طبقہ سنتِ مصطفی کے سانچے میں ڈھلنے لگا۔ جسم سراپا سنت بنتے چلے گئے چہروں پر نور برسنے لگا آپ کی بارگاہ میں موجود لوگوں کو دیکھ کر فرشتوں کے نورانی ماحول کا گمان ہوتا یا پھر خیر القرون کا نقشہ ابھر آتا۔

پنجاب سے سب سے پہلے حاضر ہونیوالے شخص کی داستان بھی بڑی روح پرور ہے۔ یہ شخص حاجی عبدالغفور کے نام سے جانا جاتا تھا، مرشد کامل کی جستجو میں مارا مارا پھرتا تھا۔ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ رورو کر اپنی طلب کے لئے دعا مانگی انہیں ایام میں خواب دیکھا کہ فلائنگ کوچ کی فرنٹ سیٹ پر آقا علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ پیچھے اولیاء کبار بشمول سلاسل اربعہ کے مشائخ، امام ربانی اور داتا علی ہجویری علیہم الرحمہ بھی موجود ہیں، جب حاجی عبدالغفور صاحب سامنے آئے تو تاجدارِ کائنات نے گاڑی رکوائی تو گاڑی سے شہنشاہ خراسان حضرت سیف الرحمان مبارک نے گاڑی کے اندر بلوایا لگاتار 3 دن یہی خواب دیکھتے رہے۔ پھر تلاش میں بغداد شریف گئے۔ رشیا گئے۔ چند سال مسلسل کو بکو پھرتے رہے۔ ایک بار ابوالفیض عبدالکریم محدث ابدالوی

خانقاہ ڈوگراں سے ملاقات کے دوران ذکر کیا تو انہوں نے دوبارہ مدینہ پاک حاضری کا مشورہ دیا وہاں گئے تو اشارہ پاکستان ہی کی طرف ملا۔ واپس آ کر ایک دن حضرت داتا صاحب حاضری ہوئی تو حضرت مبارک کے کچھ خلفاء کو دیکھا۔ ان سے استفسار کیا معلومات ہونے پر فوراً تیاری شروع کی پیر سباق پہنچ گئے۔ حضرت مبارک ان ایام میں بطور امام مسجد وہاں خدمت پر مامور تھے عام معمول میں اشراق سے ظہر تک گھر میں ہوتے۔ آج جو حاجی صاحب پہنچے تو خلافِ معمول حضرت مبارک علیہ الرحمہ بھی تشریف لے آئے۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ کافی تکلیف کے بعد پہنچے ہو۔ چند دن قیام کیا، اس دوران آپ کی توجہات جو نصیب ہوئیں تو لطیفہ اخفیٰ تک آپ کا سبق پہنچا دیا، درجہ کمال تک پہنچانے میں بھی حضرت مبارک نے کمال ہی کیا۔ پہلی ہی صحبت میں کشفِ قلوب کی دولت عظمیٰ عطا فرما دی۔ شیخ القرآن والتفسیر پیر محمد عابد حسین رضوی سیفی رشتے میں حاجی صاحب کے بھتیجے تھے۔ اگلے قلیل عرصہ میں ہی پیر صاحب اپنے چند اصحاب کے ساتھ حضرت مبارک صاحب سے شرف بیعت سے مشرف ہو گئے اور پھر یہی اوّلین لوگ پنجاب میں سلسلہ سیفیہ کی ترویج کا باعث بنے، حاجی صاحب کو ہر سال مدینہ طیبہ کی حاضری حضرت مبارک کی دعا سے نصیب ہوئی۔ وفات سے چند روز قبل بھی آپ حاضری مدینہ سے لوٹے اور پھر دار فانی سے بھی لوٹ گئے۔ البتہ حضرت پیر محمد عابد حسین سیفی دامت برکاتھم القدسیہ کی سلسلہ سیفیہ کیلئے شب و روز کی قربانیاں یقیناً گرانقدر اور باعث بلندی درجات ہیں آج سلسلے کا ہر خلیفہ آپ کا ضرورت مند بھی ہے اور شکر گزار بھی آپ کی اوّلیت اور حضرت مبارک کی بارگاہ میں اولویت ہر شخص کو ہر وقت فائدہ پہنچاتی ہے اور ہر چھوٹے بڑے کی رہنمائی

کرتا آپ اپنا فرض اوّلین سمجھتے ہیں۔ آج پنجاب کا کوئی شہر، قصبہ، گاؤں، قریہ، ٹاؤن اور محلہ نہیں ہے جہاں حضرت مبارک کا غلام خوبصورت سنتِ مقدسہ کے سانچے میں ڈھلا نظر نہ آتا ہو۔ ہر لمحہ خدمت دین میں گزرتا مگر مخالفین کو یہاں پر بھی فروغ دین پسند نہ آیا۔ اللہ کے اس کامل ولی کے مقام اعلیٰ اور دنیا میں پھیلتی ہوئی شہرت نے ان کے دلوں میں حسد و بغض کے شعلے بھڑکا دیئے۔ آپ بڑے صبر و تحمل سے مخالفین کے حملوں کے جواب دیتے رہے۔ اس بادِ مخالف کے باوجود آپ کا حسن اخلاق، آئینہ سنت، طرزِ حیات، استقامت علی الدین اس مصرعے کا مصداق بنتا چلا گیا۔

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

مخالفت کا پہلا پرزور حملہ پیر محمد چشتی کے سانچے میں ڈھل کر ہوا۔ پھر شیطان مفتی، منیر شاکر سامنے آیا جس نے زور آزمائی کی مگر فتح اللہ کریم نے حق ہی کو دینی تھی سو عطا فرمائی۔ اس بدعقیدہ شخص نے اس مقابلہ بازی میں 2004ء میں اپنے پیروکاروں کے ساتھ ایف ایم ریڈیو کا آغاز کر کے اہل سنت کیخلاف زہر اگلنا شروع کیا اور انتہائی گستاخانہ عقائد کا پرچار شروع کر دیا مثلاً حضرت گنج بخش علی ہجویری کو داتا کہنا شرک، سیدنا امام حسین کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا غلط، یزید لعین کو صحابہ کا سپہ سالار تسلیم کرنا ضروری، معاذ اللہ امام حسین کو ظالم ثابت کرنا اور یزید کو مظلوم، یارسول اللہ کہنا زنا سے بھی بڑھ کر گناہ کا باعث۔ ان خرافات و واہیات بیانات کے مقابلے میں اسلامی عقائد کا دفاع کرنا حضرت مبارک علیہ الرحمہ نے اپنا فرض اوّلین سمجھتے ہوئے 2005ء میں جواباً ایف ایم پر نشریات کا آغاز کیا اور مستند و مدلل طریقے سے اس بدبخت شخص کا رد کیا۔ جب اس شخص کو بھی منہ کی کھانی پڑی تو شیطان چال بدل کر

آیا یعنی اپنی ساکھ بچانے کی غرض سے حضرت مبارک کی ذات اقدس کو الزامات کا نشانہ بنایا آخر کار یہ معاملہ طویل ہوتے ہوتے حکومتِ پاکستان تک پہنچ گیا۔ حکومت کو جب آپ کے لاکھوں مریدوں کا علم ہوا تو خانہ جنگی کے اندیشہ کے پیشِ نظر حضرت مبارک کی خدمت میں علاقہ چھوڑنے کیلئے عرض کیا۔ آپ علیہ الرحمہ چونکہ ہر بات ڈنکے کی چوٹ پر کہنے کے عادی تھے۔ لہٰذا آپ آغاز میں اس کیلئے تیار نہ ہوئے بلکہ فرمایا کہ میرا کوئی عمل شریعت محمدی اور سنت مصطفوی کے خلاف نہیں اور مومن کی زندگی کی معراج تو مصطفیٰ کریم کے قدموں پر نثار ہونے میں ہے، تو پھر

دانش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز

میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضور کی

اپنی جاں تو ایک ہے دینِ مصطفیٰ کی سربلندی کیلئے اپنے 13 بیٹے اور 50 سے زیادہ پوتے نواسے بھی قربان کر کے نبی کے پیارے نواسے کی سنت ادا کرنے کو بھی تیار ہوں۔ بس عزم صمیم کا پیکر اور جرات وشجاعت کی علامت بنے ان طوفانوں کے مقابلے میں آپ کی ذات یوں ابھرتی رہی۔

ہوا ہے گو تندوتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مردِ درویش، حق نے جس کو دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

مگر جب حکومت نے بگڑتے ہوئے حالات اور قتل وغارت کے آثار سے آپ رحمہ اللہ کو آگاہ کیا اور مسلسل کئی بار کئی بڑے بڑے جرگے بھیجے تو آپ نے یہ فرما کر حکومت کی بات مان لی کہ میں حکومت کے ساتھ تصادم نہیں چاہتا اور نہ ہی ناحق خون بہانا چاہتا ہوں۔

منڈیکس سے کوئے داتا کی جانب ہجرت

2 فروری 2006ء بروز جمعرات آپ نے منڈیکس باڑہ کی فضا کو اللہ اور رسول کی خاطر چھوڑ دیا اور آقا علیہ السلام کی دوسری ہجرت کی بھی سنت پوری کرتے ہوئے لاہور کی طرف عازمِ سفر ہوئے آستانہ عالیہ، مسجد، گھر، مہمان خانے کئی جریب زرعی زمین سب کچھ قربان کیا۔ آپ کی زیرِ کفالت وہاں پر کم از کم 100 خاندان پرورش پا رہے تھے آپ کے کوچ فرمانے کے تقریباً ڈیڑھ ماہ میں وہ سب بھی مرشد کی اطاعت وتقلید میں سب کچھ چھوڑ کر آپ کے قدموں میں لاہور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ آپ کی نگاہ دوربین جو آئندہ کے حالات کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے پیش نظر آپ نے مشائخ اہل سنت کو جمع کیا اور متحد ہونے کا احساس دلایا مگر مشائخ نے آپ کی بات پر اس وقت غور نہ فرمایا بلکہ جان بوجھ کر نظر انداز کیا۔ حضرت مبارک نے ہجرت کے وقت آئندہ ہونیوالا سب کچھ مشائخ کے گوش گزار کر دیا۔ آپ کے وہاں سے تشریف لے آنے کے بعد حرف بحرف وہی کچھ ہوا۔ انہیں مشائخ کو مخالفین نے گھروں سے نکال کر گولیاں ماریں، سولیوں پر لٹکایا، مٹکے کئے ،میلاد وعرس پر سخت پابندیاں لگا دیں، درگاہیں اور مزارات مسمار کر دیئے۔ بہر حال آپ کی آمد کی خبر اہل پنجاب کیلئے مردہ جسموں میں جان کی مانند تھی۔ اس سعادت و نعمت عظمٰی کی وصولی بصد شکر کی گئی اور دن رات میں آپ کا آستانہ مبارکہ، شاندار مسجد اور تمام خاندان کی رہائش کا انتظام اللہ تعالیٰ نے کروا دیا، باڑہ میں قیام کے دوران پرامن حالات میں جبکہ ابھی ان حالات کا آغاز بھی نہ تھا۔ تو حضرت مبارک علیہ الرحمہ نے اپنے لختِ جگر صاحبزادہ یار صاحب مبارک سے دریافت فرمایا کیا تمہارے

خیال میں وارثِ رسول ہوں۔ صاحبزادہ نے جواب میں عرض کیا کیوں نہیں یقیناً آپ رسول اللہ کے وارث ہیں۔ فرمایا تو جو کچھ مورث کے ساتھ ہوتا ہے وہی وارث کے ساتھ بھی۔ تو پھر تیار رہیں۔ ہم پر ایک بار پھر آزمائش آئے گی گھربار، مال، وطن سب کچھ چھوڑنا پڑے گا اور میرے اہل بیت پر نبی کے اہل بیت کی طرح میرے بعد مصائب و آلام بھی آئیں گے۔ آپ کا یہ فرمان بھی سچ ثابت ہوا۔

ہر دور ہے زیست کا آئینہ حدیث

جیسا کہ آپ کی حیاتِ مبارک کے آغاز کے حالات میں تحریر ہوا کہ آپ ابھی آٹھ سال کے تھے والدہ داغ مفارقت دے گئیں۔ قدرت نے چونکہ آپ کو کسی خاص اور اعلیٰ مقصد کیلئے پیدا فرمایا تھا لہٰذا بچپن میں ہی آپ کا رجحان اور مزاج اسلامی تعلیمات کی طرف مائل رہا۔ کچھ ابتدائی علوم اپنے والد ماجد سے پڑھنے کے بعد اوائل عمری میں ہی طلب علم کیلئے افغانستان اور اس کے بعد موجودہ پاکستان سابقہ ہندوستان کا رخ کر لیا۔ دور طالب علمی ہی میں اپنے اپنے دوستوں کے توسط سے سفر طریقت بھی شروع کر دیا۔ اس طرح آپ کا بچپن اور جوانی ہر دو، پاکیزہ اور منور نظر آتے ہیں۔ آغاز ہی سے آپ نے جس معیارِ زندگی کا انتخاب فرمایا اس میں خود کوفٹ کرتے چلے گئے۔ وہ بس ایک ہی تھا کہ یا رسول اللہ!

زندگی کچھ بھی نہیں تیری محبت کے بغیر

اور بے روح محبت ہے اطاعت کے بغیر

جوانی میں قدم رکھا تو جوانی پوری شریعت و طریقت کی طلب میں گزار کر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کے مستحق قرار پائے جو پیارے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

جوانی علم وعبادت میں بسر کرنے والا قیامت کے دن عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

''وَشَابٌّ نَشَأَ فِی عِبَادَةِ اللّٰهِ

جوانی میں حاصل کردہ اس علم کا معیار جب ہم نے حدیث مبارک سے تلاش کیا تو دو باتیں سامنے آئیں کہ ایک علم ناپسندیدہ دوسرا پسندیدہ ایک نفع بخش دوسرا غیر نفع بخش۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہو

ا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ۔

2۔ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهُ

۳۔ عَالِمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ (کنز العمال)

ا۔ اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو 2۔ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب والا وہ عالم ہوگا جس کو اس کے علم نے فائدہ نہیں دیا 3۔ ایسا عالم جس کے علم سے فائدہ اٹھایا جائے ہزار عابد سے بہتر ہے (کنز العمال)

تو آپ مبارک نے نہ صرف یہ کہ اپنے علم کو اپنے لئے نفع بخش بنایا بلکہ مخلوق خدا میں دولت علم کی خوب سخاوت فرمائی۔ تالیف وتصنیف، درس وتدریس، وعظ ونصیحت، ذکر وفکر، غرض ہر طرح سے ظاہر وباطن کو نفع پہنچایا۔

اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ کو آپ نے ہمیشہ پیش نظر رکھا اور اس میدان میں شب و روز یوں محنت کی کہ پوری زندگی کو فصل بونے کا موسم سمجھ کر مصروف عمل رہے۔ سفر ہو یا حضر، بیماری ہو یا تندرستی آپ کے معمولات میں کبھی تبدیلی نہیں دیکھی گئی ۔ بوجہ علالت کبھی ہسپتال میں ایڈمٹ ہوئے تو وہاں بھی باجماعت نماز کا التزام کیا۔ جب آپ صغریٰ میموریل ہسپتال لاہور میں پتے کے آپریشن کیلئے تشریف لائے تو

آپ نے ڈاکٹرز کو فرمایا ظہر کی نماز کے بعد میرا آپریشن کیا جائے تاکہ بعد از آپریشن میں عصر ادا کر سکوں۔ رات کے کسی وقت بھی جب اہل خانہ نے آپ کو سوتا ہوا محسوس کیا اور کمرے میں جھانک کر دیکھا تو آپ ذکر و تلاوت ہی میں مشغول نظر آئے۔ لمحاتِ حیات کی قدر کا یوں حق ادا کیا کہ آخری دن میں بھی 6 گھنٹے محفل ذکر میں تلقین و توجہ فرماتے رہے۔

آپ کے آستانہ عالیہ پر ہمیشہ لنگر جاری رہا جو کہ عمل تھا پیارے آقا کے مقدس فرمان پر کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا عرض کی آقا مجھے فرمایئے کہ سب سے اعلیٰ ایمان کس کا ہے آپ نے ارشاد فرمایا جو مسکین کو اللہ کی رضا کیلئے کھانا کھلائے۔

تو یہ عمل آپ کے کاشانہ اقدس پر تواتر سے جاری رہا۔ جہاں 100 خاندان مستقل پرورش پاتے رہے۔ اور آنے جانے والوں کی تعداد تو ہزاروں میں ہوا کرتی۔ گویا حیات مبارکہ کو جس جہت سے بھی ملاحظہ کریں کوئی جہت اطاعت واتباع مصطفیٰ سے خالی نظر نہیں آتی۔ آپ مبارک نے ہر دن، ہفتے، مہینے، سال کے ہر لمحے کو غنیمت سمجھ کر اس فرمانِ عالی شان پر عمل کیا۔

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ 1 شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ 2 صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ 3۔ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ 4 فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ 5۔ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ ص 441)

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو 1۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے 2۔ صحت کو بیماری سے پہلے 3۔ غنا کو تنگدستی سے پہلے 4۔ فرصت کو مشغولیت سے پہلے 5۔ زندگی کو موت سے پہلے۔

ہر ہر لمحہ اور ہر ہر قدم آپ علیہ الرحمۃ ان تمام قواعد حدیث کے پابند رہے اور

بدرجہ اتم ہر خوشخبری کے مصداق بنے۔

ان تمام اعمال پر آخرت اس قدر غالب رہی کہ درج ذیل حدیث مبارک کا اطلاق بھی آپ کی حیات مبارک پر درجہء کمال کو پہنچا:۔

اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ (مشکوٰۃ ص 32)

(جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل کٹ جاتا ہے مگر تین اعمال کا ثواب برابر جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے) صدقہ جاریہ سے مراد مدارس، خانقاہیں، مساجد بنانا وقف کرنا اور کتاب وغیرہ کو اپنے پیچھے والوں کی ہدایت و تعلیم کیلئے چھوڑ جانا یا وقف کر دینا اچھے شاگردوں اور باعمل مریدوں کو چھوڑنا۔ تو حضرت مبارک کو رب کریم نے یہ دولت بھی اعلیٰ معیار کی عطا فرمائی۔ لاکھوں کی تعداد میں مریدین، ہزاروں کی تعداد میں خلفا، جو باقاعدہ اپنی خانقاہوں میں فیضان مرشد تقسیم کر رہے ہیں، اپنی زندگی میں آپ نے کم وبیش 50 مساجد تعمیر کرائیں 13 باعمل و باکمال صاجزادے، اسی طرح 100 کے قریب پوتے نواسے، یہ تمام کمائی مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا شاندار مصداق ہے جو قیامت تک آپ کیلئے مزید بلندی درجات کا باعث بنتی رہے گی۔

اعمال صالحہ کا نور انسان کی شخصیت کو منور کرتا ہے جس کے بارے میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہو۔ حضور نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے صحابہ تمہیں ان لوگوں کا پتہ نہ بتاؤں جو بہترین لوگ ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ضرور بتائیں۔ فرمایا بہترین لوگ وہ ہیں کہ اِذَا رُؤُ ءاُ ذُكِرَ اللّٰهُ جن کے چہروں کو دیکھیں

تو اللہ یاد آ جائے۔ ہر دیکھنے والے نے دیکھا کہ حضرت مبارک رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ نے ایسی چمک، روشنی اور کشش عطا فرمائی کہ دوست و دشمن کوئی بھی آیا چہرہ اقدس کے انوارات میں کھو گیا اور بے ساختہ اللہ کی یاد آئی اور آپ کے قدم تو بانگ دہل دنیا کو سنا رہے ہیں۔ کہ زبان تو زبان رہ گئی حضرت کا کمال تو یہ ہے کہ

دیکھ کر جس کو دل اللہ اللہ کہیں

ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

العلماء ورثۃ الانبیا کے تاج کا حقدار کون؟

فرمان حضرت مبارک رحمتہ اللہ علیہ ہے کہ علماء ظاہر مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم سمجھتے ہی نہیں۔ وارث اپنے مورث کے ہر طرح کے مال یعنی منقولہ اور غیر منقولہ، دونوں کا وارث ہوتا ہے۔ چونکہ مذکورہ حدیث مبارکہ کا ترجمہ ہے کہ علماء انبیا کے وارث ہوتے ہیں تو ہر وارث اپنے مورث کی ہر طرح کی دولت اور مال کا وارث ہوتا ہے۔ نہ کہ کچھ دولت کا تو وہ وارث ہو اور کچھ سے دستبردار ہو جائے۔

اگر علمائے کرام علوم نبوی کے وارث ہیں۔ تو پھر لفظ علم اور اس کی اقسام کو جانے بغیر بات پوری طرح سمجھی نہ جا سکے گی۔ مقام مبارک رحمتہ اللہ علیہ کو سمجھنے سے قبل ہم لفظ علم کو سمجھتے ہیں۔

علم کا معنی ہے اِدْرَاكُ الشَّيْئُ بِحَقِيْقَتِهٖ

یعنی کسی چیز کی حقیقت کو سمجھ لینا (بحوالہ مفردات راغب ص 355)

اور مرقاۃ جلد 1 صفحہ 364 پر علم کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ اَلْعِلْمُ نُوْرٌ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ مُقْتَبَسٌ مِنْ مَصَابِیْحِ مِشْکَاةِ النُّبُوَّةِ مِنَ الْاَقْوَالِ الْمُحَمَّدِیَّةِ

وَالْاَفْعَالِ الْاَحْمَدِيَّةِ وَالْاَحْوَالِ الْمَحْمُوْدِيَّةِ يُهْتَدٰى بِهٖ اِلَى اللّٰهِ وَ صِفَاتِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَاَحْكَامِهٖ۔

ترجمہ:۔ علم ایک نور ہے جو مومن کے قلب میں موجود ہے، فانوس نبوت کے طاق سے پھوٹنے والے اقوال محمدیہ اور افعال احمدیہ سے حاصل کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال اور احکام کی طرف رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ یہی علم دین ہے اور اس کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

1۔ علم شریعت

2۔ علم طریقت۔ انہی دونوں کو علم ظاہر اور علم باطن کہتے ہیں۔

علم شریعت یعنی ظاہری علم وہ ہے جس سے انسان کے افعال و اعمال کی اصلاح ہوتی ہے۔ احکام و مسائل کا علم حاصل ہوتا ہے، جس سے اللہ اور رسول کی مرضی اور حکم کے مطابق عبادات و معاملات کی ادائیگی کا ڈھنگ آتا ہے۔ مثلا طہارت، صفائی، وضو، غسل، تیمم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح و طلاق، تجارت و حکومت وغیرہ۔

2۔ علم طریقت یعنی باطنی علم جس سے انسان کے دل کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس کے اخلاق و کردار سنورتے ہیں، تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ عبادات و معاملات مزین ہوتے ہیں۔ عبادات میں خشوع و خضوع، زہد و تقویٰ، خلوص و للّٰہیت پیدا ہوتے ہیں۔ یہ دونوں علم ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں بلکہ ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں، شریعت کے بغیر طریقت کا کوئی وجود نہیں اور طریقت کو اضافی علم سمجھ کر یا نظر انداز کر کے شریعت کی برکات و تجلیات سے مستفید و مستفیض ہونا ناممکن ہے۔ گویا ان دونوں

کی مثال پھل اور اس کے چھلکے یا جسم اور روح کی ہے۔ طریقت کے ذریعے ہی سنت مطہرہ پر عمل آسان اور برکتیں میسر آتی ہیں اور انہیں برکتوں کے نور سے چہرے منور ہوتے ہیں جن کے نور میں جلوہ خدا پنہاں ہوتا ہے، حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِی الْقَلْبِ فَذَاکَ الْعِلْمَ النَّافِعُ عِلْمٌ عَلٰی اللِّسَانِ فَذَاکَ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی ابْنِ آدَمَ (رواہ الدارمی)

یعنی علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ علم جو دل میں ہوتا ہے، یہ علم نافع ہے اور ایک علم وہ ہے جو زبان پر ہوتا ہے۔ یہ اللہ وعزوجل کی بنی آدم پر حجت ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 37)

گویا ان دونوں کی مثال پرندے کے دو پروں کی مانند ہے، کہ ایک پر کے ساتھ آج تک کسی نے پرندے کو پرواز کرتے نہیں دیکھا، تو مومن کے علم حاصل کرنے کا مقصد اپنے رب کی طرف اس کی معرفت کیلئے پرواز کرنا ہے۔ اگر وہ صرف علم ظاہر کے پر کے ساتھ پرواز کرنا چاہے گا تو کیونکر ممکن ہوگا۔ مثلاً ہم جب بھی اللہ کے کسی حکم کو بجالائیں گے تو اس کا ثمر واجر اور فائدہ بھی چاہیں گے۔ جس کیلئے ضروری ہوگا کہ دونوں علموں کو سیکھا جائے نماز افضل ترین عبادت ہے۔ اس کی درست ادائیگی اور پھر قبولیت کیلئے ضروری ہے تمام تر شرائط کے ساتھ ادا کرنا اور یہ سب علم شریعت سے ممکن ہوگا، مگر نماز کی برکات، انوار و تجلیات اور اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ کا عملی مشاہدہ، نماز کی لذت و خشیت، نور و سرور، علم طریقت کے بغیر ناممکن رہے گا۔ ان تمام کیفیات واحوال کے بغیر نماز کا پڑھنا بے مقصد، بے جان اور بے روح ہوگا۔ بخاری جلد 1 صفحہ 23 پر حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا الْاَوَّلُ فَبَثَثْتُہٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُہٗ لَقُطِعَ ھٰذَا الْبُلْعُوْمُ۔ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم سیکھے

ہیں۔ ایک وہ جو میں بیان کرتا ہوں اور دوسرا وہ علم ہے کہ میں بیان کروں تو میری گردن کاٹ دی جائے۔

مشکوٰۃ ص35 پر حدیث پاک میں ہے کہ

اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لِكُلِّ آيَةٍ مِّنْهَا ظَهْرٌ وَ بَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُّطَّلَعٌ (رواہ فی شرح السنہ)

ترجمہ:۔ قرآن سات ہجوں پر نازل ہوا ہے۔ ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ہر حد کیلئے ایک مطلع ہے۔

تمام انبیاء کرام علم ظاہر و باطن دونوں کے جامع تھے تو اب وہی علماء و اولیاء صحیح معنوں میں وارث کہلائیں گے جو ان دونوں علموں کے جامع ہوں گے۔ ورنہ لوگوں کو دعوت و تبلیغ کرنے اور صراطِ مستقیم پر چلانے کا فریضہ ہرگز ادا نہ کر سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ۔ (مرقاۃ ج ص256)

ترجمہ:۔ جس نے فقہ کا علم حاصل کیا اور تصوف نہ سیکھا تو اس نے فسق کیا یعنی صحیح راستے سے ہٹ گیا اور جو صوفی بنا مگر فقہ کا علم حاصل نہ کیا وہ زندیق ہو گیا اور جس نے دونوں باتیں جمع کر لیں وہ صحیح راستے پر ہوا (درحقیقت یہی وہ علماء ہیں جن کی شان میں حضرت جابر نے روایت کیا:۔

اَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ اَكْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

(کنز العمال ج ـ 85)

اور یہی بات حضرت مبارک رحمہ اللہ نے فرمائی کہ جس نے صرف علم ظاہر حاصل کیا اور معرفت سے کوئی حصہ نہ پایا وہ بھی کامل وارث نہ ہوا اور بغیر علم کے جو خود کو صوفی کہلاتا رہا وہ بھی وارث نہ بن سکا۔ جبکہ ہمارا دینی ماحول اور تعلیمی معیار اس کے بالکل برعکس ہے جو بات ہمارے علماء کے مطالعے سے باہر ہو اس کی تحقیق کرنے کی بجائے اس کو غلط اور باطل ثابت کرنے میں ساری قوت صرف کر دیتے ہیں۔ خواہ وہ حق اور مستند ہی کیوں نہ ہو، اس کی وجہ صرف اور صرف وہی ہوتی ہے جو عبداللہ رازی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھی کہ لوگ اپنے عیب جاننے کے باوجود صحیح راہ کی طرف کیوں نہیں لوٹتے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہ لوگ علم پر عمل کرنے کی بجائے علم پر فخر کرنے لگ جاتے ہیں۔ (رسالہ قشیریہ ص 189)

علم کی گہرائی میں اترنے کی بجائے صرف لفظوں اور حرفوں میں کھوئے رہتے ہیں۔ اسی لئے تو علمائے ظاہر جو خود کو وارث انبیا کہتے ہیں اگر کبھی ذکر اللہ اور ذکر رسول میں کسی سالک کو تڑپتا، پھڑکتا، منہمک، مضطرب دیکھ لیتے ہیں تو اعتراض اور تمسخر کا نشانہ بنانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ حالانکہ یہی علماء کرام اور خطباء عظام اپنے خطبوں، وعظوں اور تقریروں میں بڑے ترنم سے اور جھوم جھوم کر پڑھتے ہوئے عوام کو محظوظ کرتے ہیں کہ

طیبہ سے منگائی جاتی ہے، سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مئے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

اور حضرت مبارک رحمہ اللہ کی نگاہوں سے کوئی پی کر بے خود ہوتا، مچلتا اور تڑپتا تو علماء ظاہر کو یہ سب کچھ عجیب لگتا حالانکہ اپنی دعاؤں میں ہم سب ہی یہ دعائیں بھی کرتے ہیں کہ

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے

دل مرتضیٰ سوزِ صدیق دے

تو کیا کوئی مئے ایسی بھی ہے جو پی جائے اور لذت نہ دے، جو پی جائے اور بے خود نہ کر دے، جو پی جائے اور انسان تڑپے، مچلے بغیر رہ سکے اور وہ کسی کامل ولی اور عارف کی نگاہ ہی کیا ہے کہ دل اس کے سامنے آئیں پھر اس کی نگاہِ فیض اور توجہ سے زندہ ہو کر تڑپنے نہ لگ جائیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ ولی کامل کی نشانی ہی یہ ہے کہ مردہ دل اس کے سامنے آ کر زندہ ہو جائے۔ الحمد للہ حضرت مبارک رحمہ اللہ کی نگاہ اقدس ساری زندگی یہی کام کرتی رہی اور وہ فیض امتِ محمدیہ میں تقسیم فرمایا جو آج آپ کے سلسلے کے علاوہ روئے زمین پر نہیں ملتا۔ آپ مبارک فرماتے تھے کہ ایک ذرہ فیض کسی کو پہنچانا دنیا و مافیہا کی دولت دے دینے سے زیادہ بہتر ہے جبکہ آپ کی شان تو یہ تھی کہ بعض اوقات آنے والا بالکل ان پڑھ اور جاہل یا خالص دنیا دار اور دین سے دُور ہوتا تو ایک ہی نگاہ عنایت سے آپ اسے ولایت کے درجے پر فائز کر دیتے اور وہ یادالٰہی کی ایسی چاشنی اور لذت پا لیتا کہ پھر اور کوئی دوسری شے اس کی نگاہ کو نہ بھاتی۔ نہ ہی دل سیراب ہوتا۔ یہ وہی دولت بصورتِ میراث تقسیم ہو رہی ہوتی جو درِ مصطفیٰ پر ہوا کرتی تھی۔ جب مقتدر و معتبر علماء کرام آ کر طالبِ فیض ہوتے، اپنی سجادہ نشینی، جبّے اور دستاریں سب بھول کر اپنے آپ کو بحیثیت طفلِ مکتب طریقت پیش کرتے تو سیّدنا غوثِ اعظم کا دور یاد آتا۔

آستانہ عالیہ پر علماء کی شان کا عملی منظر

نبی کریم علیہ السلام کا ہر فرمان علیشان کس اہتمام اور شان سے حضرت مبارک

کے پیش نظر ہوتا مقام غوثیت، قطبیت، امامت، صدیقیت وعبدیت پر فائز ہونے کے باوجود خود کو فقیر کہتے اور الفقیر ہی لکھتے۔

غیر سالک اور غیر مرید تو الگ رہا آپ مریدین اور خلفاء کے فرمان: اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ فَمَنْ اَکْرَمَھُمْ اَکْرَمَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (کنز العمال ص 85)
(عالموں کی عزت کرو اس لئے کہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ جس نے ان کی عزت کی تحقیق اس نے اللہ ورسول کی عزت کی) کے اعزاز بخشنے اور اپنے ارد گرد عوام سے الگ ان سب کیلئے نشستوں کا اہتمام کراتے۔ ان کیلئے کھانا الگ تیار ہوتا اور اپنے ساتھ بٹھا کر صاحبزادگان سے فرماتے کہ ان کیلئے کھانا لائیں اور یہ نورانی منظر دیکھنے میں آتا کہ حضرت مبارک صاحب کی اولاد مریدین کی خدمت کرتے ہوئے یوں منظر پیش کرتی گویا آسمان سے نورانی مخلوق اتر کر نور تقسیم کر رہی ہو۔ عالم تصور میں دیکھا جائے تو حضرت مبارک کی شان کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علماء کو اس شان کے ساتھ بٹھا کر کیوں اس قدر مسرور ہوتے؟ اپنی اولاد جو خود حافظ، خلیفہ، عالم، شیخ الحدیث کے منصب پر تھے ان سے خدمت کیوں کرواتے۔ اس لئے کہ یہاں آپ کے پیشِ نظر ہادی انس وجاں محبوب یزداں کا یہ فرمان ہوتا۔

مَنِ اسْتَقْبَلَ الْعُلَمَاءَ فَقَدِ اسْتَقْبَلَنِیْ وَمَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ زَارَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ جَالَسَنِیْ وَمَنْ جَالَسَنِیْ فَقَدْ جَالَسَ رَبِّیْ۔ (کنز العمال ص 97)

جس نے علماء کا استقبال کیا تحقیق اس نے میرا استقبال کیا اور جو علماء کی ملاقات کو گیا یقیناً وہ میری ملاقات کیلئے آیا اور جو علماء کے ساتھ بیٹھا وہ تحقیق میرے ساتھ بیٹھا اور جو میرے ساتھ بیٹھا وہ یقیناً میرے رب کی بارگاہ میں بیٹھا۔ تو اللہ کا کامل ولی

صرف تصور اور تخیل میں محو نہیں ہوتا بلکہ اس کی نگاہوں سے تو حجاب اٹھے ہوتے ہیں۔

اور وہ اپنی نگاہِ نور سے حقیقتاً اسی ماحول و منظر میں ہوتا ہے جس کی نوید آقا علیہ السلام نے سنائی ہوئی ہے، وقت کے جید علماء و مفتیان اکثر اوقات آپ کے اسی حسن سلوک اور پروٹوکول سے متاثر ہوتے حلقہ ارادت میں شامل ہونے سعادت سمجھتے۔ ایک مرتبہ علامہ ارشد القادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مبارک کی خدمت اقدس میں تشریف لائے۔ جب یہ خانقاہ عالیہ کے نورانی مناظر مشاہدہ میں آئے تو بے ساختہ ان کی زبان یوں گویا ہوئی کہ حضرت اخندزادہ کے دربار میں آکر یوں محسوس ہوا جیسا زمانہِ مصطفٰی میں آ گئے ہوں۔

تربیتِ صاحبزادگان!

پیران عظام کی اولاد کی تربیت، تعلیم اور روحانیت الا ماشاء اللہ سب پر بخوبی عیاں ہے۔ مریدین کا بے جالاڈ پیار اور پیران حضرات کا تربیت کی طرف توجہ نہ دینا یہ ایک ایسا مرض ہے جو بچپن سے ہی آستانہ طریقت پر پرورش پانے والے بچے میں پیدا ہو جاتا ہے، پھر جوں جوں شباب آتا ہے۔ صاحبزادگی، بڑائی، تکبر، غیر ذمہ داری، تفاخر یہ سب بھی عالم شباب میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اپنی عظیم ترین ذمہ داری کا احساس تک نہیں رہتا۔ نفس تکبر و غرور اور اجارہ داری کے احساس سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے، جو ہاتھ نہ چومے وہ بے ادب نظر آتا ہے۔ جو صاحبزادہ صاحب یا چھوٹے حضرت صاحب کہہ کر نہ بلائے وہ دشمنِ جاں دکھائی دیتا ہے۔ یہی چیزیں اسے منزل سے نا آشنا رکھتی ہیں۔ اس کے باوجود پیر صاحب کے بعد سجادہ نشین وہی ہوتا ہے۔ گویا وراثت ہے کہ پیر کا بیٹا جیسا ہو، سجادہ نشین ہے۔

لیکن حضرت مبارک نے اپنے کاشانہ اقدس میں پیدا ہونیوالے ایک سو کے قریب مرد حضرات کی جس طرح پرورش کی اس کی مثال دور حاضر میں نہیں ملتی۔ آپ کے ہر بیٹے، پوتے، نواسے، کو دیکھنے سے حضرت مبارک کی تربیت کے معیار کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ہر شخص انفرادی توجہ سے نوازا گیا، منازلِ سلوک طے کروائی گئیں، محاسنِ اخلاق سکھائے گئے۔ آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والوں کی خدمت اور مہمان نوازی پر خود اپنے صاجزادوں کی ڈیوٹی لگائی، اور لاکھوں مریدین گواہ ہیں کہ حضرت مبارک کی اولاد امجاد آنیوالوں کی حسبِ مراتب کس طرح پذیرائی فرماتی ہے۔ لنگر، بستر حتیٰ کہ خود ہاتھ دھلانا اور کھانا کھلانا بھی ان کی میزبانی میں داخل ہوتا۔ یہ فیضان تربیت ہی تھا آپ کے صاجزادے حضرت یار صاحب مبارک نے جنازے کے موقع پر دوران تقریر یہ فرمایا کہ ہم حضرت مبارک کے تمام خلفاء کے خادم اور علماء کے جوتے اپنے سر پر رکھنے کو فخر سمجھتے ہیں۔

عدل و تقویٰ کا معیار

آپ کی حیات مبارکہ کے جس پہلو کو بھی دیکھیں وہ اعلیٰ معیار کا حامل ہوگا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ دیکھنے والا وہ خود بھی تعلیمات محمدیہ کا پیکر بن جاتا۔ ہر ایک شخص کے حق کے متعلق ایسے شفاف معاملات دیکھنے کو ملتے ہیں کہ ہر لمحہ زندگی پر رشک آتا ہے۔ ہر متعلقہ شخص کا حق ادا کرنے میں آپ شریعت مطہرہ کی پاسداری کو ملحوظ رکھتے۔ منڈیکس کے زمانے میں گندم کے موسم میں ایک ٹریکٹر اور تھریشر والا آدمی کام کرنے آیا۔ کچھ کام کیا اور تھریشر خراب ہوگیا۔ باقی کام نہ ہوسکا۔ تھریشر کا نقصان ہو گیا۔ وہ آدمی لے کر چلا گیا کام چونکہ نامکمل تھا لہٰذا وہ مزدوری کا تقاضا کیے بغیر چلا گیا

اور واپس نہیں آیا۔ ایک سال کے بعد وہ آدمی ملا تو حضرت مبارک نے اسے بلا کر اس
کی مزدوری ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے۔ جو ہمارے ذمے تھا۔

حضرت کے والد کی دو شادیاں تھیں آپ کے والد علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد
آپ کی دوسری والدہ نے شادی کر لی کچھ عرصے بعد اس کی کوئی خبر نہ رہی کافی عرصہ
گزر گیا۔ آپ کے والد کی 13 ایکٹر زمین تھی۔ سوتیلی ماں کا حصہ بنتا تھا۔ تلاش بسیار
کے بعد پتہ چلا کہ وہ تو فوت ہو چکی ہیں اس کی 2 بیٹیاں تھیں۔ معلوم ہوا کہ وہ پشاور
میں رہتی ہیں۔ انہیں تلاش کرتے رہے حتیٰ کہ ان کی خبر ملی انہیں بلایا اور ماں کے بعد
جو ان کا حصہ تھا وہ ان کے سپرد کر کے سرخرو ہوئے۔

کوئی مرید حضرت کی بارگاہ میں 3 جوڑے کپڑے تحفہ لے کر آیا آپ کی بیویاں
4 تھیں۔ گھر تشریف لائے چاروں بیویوں کو بلایا اور اپنے صاحبزادہ صاحب کو بھی
بلایا فرمایا کہ یہ چار لوگ ہیں ایک سوٹ بازار لے جاؤ اس کی قیمت لگوا کر لاؤ۔ ایک
بیوی کو سوٹ کی قیمت دے دی جائے۔ بڑی زوجہ صاحبہ نے عرض کیا کہ میں دستبردار
ہوتی ہوں آپ باقی 3 کو عطا کر دیں۔ مگر آپ نہیں مانے قیمت لگوالی مگر پھر فرمایا کہ
ایسا سوٹ خرید کر لاؤ مگر ویسا سوٹ نہ ملا تو آپ نے فرمایا جس کو قیمت دوں گا ہو سکتا
ہے وہ سوٹ ہی لینا چاہئے اور اس طرح مجھ سے زیادتی ہو جائے۔ لہٰذا آپ نے
ازواج کو دینے کی بجائے خدام کی عورتوں کو دے دیئے۔

آپ کے صاحبزادگان میں سے کسی صاحبزادے کی مسلسل شکایت ملتی کہ وہ
نماز اور تعلیم و تربیت پر کچھ توجہ نہیں دیتے۔ کئی بار تنبیہہ کی گئی سزا ملی، مارا گیا مگر بے سود
آخر ایک دن آپ نے کاتب کو بلوا لیا اور فرمایا کہ میں اس صاحبزادے کو عاق کرتا

ہوں تم یہ تحریر کر دو۔ دوران تحریر حضرت یار صاحب نے مداخلت کی اور کاتب کو تحریر سے روکا۔ حضرت مبارک نے روکنے کی وجہ دریافت کی تو صاحبزادہ صاحب نے وضاحت کی کہ آپ کو معلوم ہے شرعاً عاق کرنے کی کوئی حیثیت نہیں، آپ کے عاق کرنے سے آپ کی جائیداد سے تو وہ محروم نہیں ہو سکتا الا یہ کہ آپ زندگی میں ہی جس کو چاہیں عطا کر دیں۔ آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس کی بے عملی کے غصے کی وجہ سے میں ایک غلط فیصلہ کر رہا تھا۔ کہ میرا ذہن ہی اس مسئلے سے ہٹ گیا۔ آپ نے فوراً رجوع کیا۔ صاحبزادے کو بلا کر اسے معاف کر دیا۔

کھانے پینے میں آپ کا تقویٰ اسلاف کا بہترین نمونہ ہوتا۔ آپ مبارک کی نظر چیزوں کے اندر چھپی تاثیر کو بھانپ لیتی ایک مرتبہ کوئی شخص انڈے لے کر آیا وہ انڈے پکائے مگر آپ نے نہیں کھائے۔ فرمایا یہ انڈے گندے ہیں حالانکہ وہ گندے نہ تھے تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ انڈے جوئے میں حاصل کئے گئے تھے۔

کوئی اور شخص اخروٹ لایا پتہ چلا کہ اس شخص کا رزق حلال نہیں اس کو اخروٹ واپس کر دیئے۔ کوئی شخص بے وضو آپ کا کھانا تیار کرتا تو آپ کو علم ہو جاتا اور آپ تناول نہ فرماتے۔ استعمال کی کسی بھی چیز پر اگر حروف لکھے ہوتے تو انہیں مٹائے بغیر چیز استعمال نہ کرتے کہ حروف کی بے ادبی نہ ہو۔ آپ کا تقویٰ قصداً عارضی اور تکلفاً نہ ہوتا بلکہ مستقلاً جو فطرتِ ثانیہ بن چکا تھا۔ کبھی انجانے میں بھی آپ سے کوئی قول و فعل سرزد نہ ہوتا جو خلافِ تقویٰ ہوتا۔

ایک مرید آپ کے لئے ایک کمبل لایا اور خدمت میں پیش کر دیا آپ نے اسے قبول فرمایا اور لفافے میں بند ہی گھر بھجوا دیا جب آپ نماز کے وقت وضو کیلئے

گھر تشریف لائے تو واپسی پر وہ کمبل آپ کے ہاتھ میں تھا آپ نے وہ لانے والے کو واپس کی اور فرمایا آپ نے نہیں دیکھا کہ اس پر شیر کی تصویر ہے اور نبی علیہ السلام نے گھر میں کتا اور جاندار کی تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ گھر میں اللہ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے آپ نے اس شخص کو تصویر والی چیزیں آئندہ خریدنے سے منع فرمایا۔

جلوہِ غوثیت و مجدّدیت

آپ کا علمی اور عملی مقام اتنا بلند ہے کہ آپ منصبِ غوثیت اور مجدّدیت پر مسند نشین نظر آتے ہیں۔ غوث کی کئی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے وہی سچ ہو جاتی ہے، اس کے نام سے سوکھے درخت ہرے ہو جاتے ہیں، اس کی بارگاہ میں فاسق و بے دین متبع سنت ہو جاتے ہیں۔ بارگاہِ مبارک علیہ الرحمہ میں ایسی کئی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

بارہ منڈیکس میں رہائش پذیر ہونے کے دوران جب فتنۂ قادیانیت نے خوب سر اٹھایا۔ مرزا طاہر نے چیلنج کیا کہ اگر کوئی سچا اور طاقتور ہے جو مجھ سے آ کر مباہلہ کرے تو میں ہر طرح تیار ہوں۔ بڑے بڑے علماء نے چیلنج کو قبول کیا بہت بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوئے مگر قادیانیوں کی طرف سے کوئی سامنے نہ آیا۔ یہ آواز قادیانیت حضرت مبارک کی سماعت تک بھی پہنچی۔ حضرت پیر محمد عابد حسین سیفی رضوی صاحب کو طلب فرمایا، تفصیل معلوم کی، پیر صاحب موصوف نے تاجدار گولڑہ سے تا وقتِ اعلان تمام کارروائی گوش گزار کی، آپ کا مشہور واقعہ بھی سنایا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ اے غلام احمد تم بھی، اپنا قلم رکھ دو اور میں بھی، جو سچا ہوگا اس کا قلم خود ہی

لکھے گا۔ سو یہ سن کر مرزا غلام احمد بھاگ گیا۔ حضرت مبارک نے فرمایا وہی بات آج اس کے بیٹے کو لکھوا نہی الفاظ کے ساتھ جو حضرت تاجدار گولڑہ کے تھے۔ اور یہ بھی لکھو کہ اگر تم پہلے مر جاؤ تو تم جھوٹے اور اگر میں پہلے مر جاؤں تو میں جھوٹا۔ مگر سن لو کہ تم ہی جھوٹے ہو۔ یہ تحریر حضرت پیر صاحب موصوف کے کسی عزیز کے ذریعے انگلینڈ مرزا طاہر کو بھیجی گئی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد مرزا طاہر مر گیا۔ وہ خائب و خاسر ہوا۔ جب تک زندہ رہا اس تحریر کا جواب لکھنے کی ہمت نہ کر سکا۔ پیر طریقت شیخ القرآن والتفسیر اسلاف کی تصویر پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب راوی ہیں کہ ہماری زمینوں پر کام کرنیوالا ایک مزارع تھا۔ اس کے سامنے کئی بار حضرت مبارک علیہ الرحمہ کا ذکر ہوا اور آپ کے نام کے ساتھ غوثِ جہاں کا لفظ استعمال کیا گیا۔ بڑے تحقیر اور تمسخر آمیز لہجے میں بولا سنا ہے غوث جہاں کے نام سے سوکھے درخت ہرے ہو جاتے ہیں۔ تمہارے غوثِ جہاں کو بھی دیکھتے ہیں یہ کہا اور آرے سے چیری گئی لکڑیوں کے موٹے ٹکڑے جن کو گھن لگ چکا تھا کھینچ کر جدا کئے اور ویران و شور زمین میں گاڑ دیئے کہ دیکھتے ہیں تمہارے غوثِ جہاں میں کتنی طاقت ہے۔ اللہ کے فضل اور حضرت مبارک کی نام مبارک کی برکت سے وہ تینوں لکڑیوں کے چھلکے اُگے اور درخت بن گئے، نہ کبھی پہلے اس زمین میں سبزہ اُگا تھا اور نہ بعد میں۔ وہ 3 درخت آج بھی اس زمین میں موجود ہیں۔ اسی طرح آئمہ مجتہدین و اکابرین امت نے جو مجدّدیت کی تشریحات پیش کیں وہ سب بھی آپ پر صادق آتی ہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشادِ عالی ہے،

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا

(سنن ابی داود)

نویں صدی ہجری کے مجدد امام جلال الدین سیوطی سے محدث عبدالرؤف مناوی نے نقل کیا ہے (متوفی 1003ھ) کہ مجدد کیلئے شرط ہے کہ جس صدی کا مجدد ہوگا وہ صدی اس کی زندگی میں ہی گزر جاتی ہے۔ یعنی تجدید دین کی پوری صدی گزار کر فوت ہوگا۔ امام علی بن برہان الدین حلبی فرماتے ہیں۔ کہ صدی کے سرے سے یہ مراد ہے کہ مجدد اپنی پوری صدی گزار کر آئندہ شروع ہونیوالی صدی کے بھی چند سال گزار کر فوت ہوگا" سراج منیر میں ہے معنی التجدید الاحیاء، کہ تجدید دین سے مراد کتاب وسنت کا زندہ کرنا ہے۔ جو مٹتا جارہا ہو اور کتاب وسنت کے مطابق حکم جاری کرنا۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں:۔

اَیْ یُبَیِّنُ السُّنَّۃَ مِنَ الْبِدْعَۃِ وَ یُذَلِّلُ اَھْلَھَا

ترجمہ: مجدد سنت کو بدعت سے علیحدہ کرتا ہے۔ اور اہل بدعت کو ذلیل کرتا ہے۔ یہی مجدد کا منصب ہے کہ جب وہ حق پر ڈٹ جائے تو اس کو اس کے موقف سے دنیا کی کوئی طاقت ہٹا نہیں سکتی۔ بے دین اس کی بارگاہ میں آئے دیندار بنے۔ بھٹکا ہوا آئے راہِ راست پر آ جائے۔ وہ جو اس صدی میں پیدا ہونیوالے جدید مسائل کا حل نکال کر علماء کی راہنمائی کرے۔ علم ظاہر و باطن کا حامل ہوگا۔ سنت اور اہل سنت کا حامی و ناصر ہوگا۔ اہل بدعت کو ذلیل و رسوا کرنیوالا ہوگا۔ اپنی حیات مبارکہ میں ہی مشہور اور مرجع خاص و عام ہوگا۔ قرآن وسنت کے علم کو عام کرنیوالا ہوگا۔ تو یہ تمام وہ صفات ہیں جو مختلف عنوانات کے تحت ہم حضرت مبارک کی ذاتِ اقدس میں جلوہ گر دیکھ چکے ہیں۔ آپ کی حق پرستی اور حق گوئی سے محبت اس ایک بات سے ہی عیاں ہے۔ آپ نے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا۔ مجھے شاہ احمد نورانی صاحب سے بہت

محبت ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے علی الاعلان ایک موقع پر یہ کہا تھا۔ کہ میں کسی بدعقیدہ شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔

صنف نازک پر احسان عظیم

جس طرح حضرت مبارک نے ہزاروں کی تعداد میں مرد حضرات کو خلافت اور دعوت وارشاد کی اجازت سے نوازا، ایسے ہی سینکڑوں خواتین کو بھی خلافت مطلقہ کے منصب پر فائز فرمایا۔ کسی بھی قوم کی خواتین کا قوم کی تعلیم وتربیت میں جو حصہ ہوتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اس سے مراد ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی تعلیم وتربیت ہے۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ کا فرمان عورتوں کے بارے میں ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے عورت گھر میں رہتے ہوئے بہت سے فتنوں سے بچتی ہے۔ شوہر کی خدمت اور خاندان کی خدمت پر وہ انتہائی اجر وثواب کی مستحق ٹھہرتی ہے مگر اپنی بدزبانی کی وجہ سے وہ اس سے محروم ہو جاتی ہے۔ عورت طبقہ عاجز سے تعلق رکھتی ہے مرد کو چاہئے کہ وہ اس کے ساتھ مہربانی کرے اور عورت کو چاہئے کہ وہ زبان میں احتیاط کرے وہ دونوں ہی اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلام کے احکام صرف مردوں سے ہی منتقل نہیں ہوئے بلکہ یہ احکام اور اچھے برے کی تمیز ہر دور میں سینہ بسینہ مرد وعورت دونوں کے ذریعے آگے منتقل ہوتی رہی ہے۔ یہی دین اسلام کا تواتر ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالیشان ہے ”عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ“ یعنی تم بوڑھی عورتوں کے دین پر کاربند رہو (الیوقیت والجواہر ص 80) حضرت علامہ ابو المعالی الجوینی نے اپنے آخری وقت میں فرمایا کہ میں عقائد ونظریات کی لمبی بحث سے تنگ آ کر اپنی ماں کے عقیدے پر مرنے لگا ہوں یا شاید یوں فرمایا کہ نیشاپور کی

بوڑھی عورتوں کے عقیدے پر مرنے لگا ہوں:

''هَا اَنَا ذَا اَمُوْتُ عَلٰی عَقِیْدَۃِ اُمِّیْ اَوْقَالَ عَلٰی عَقِیْدَۃِ عَجَائِزِ اَھْلِ نِیْسَابُوْرَ'' (مقدمہ شرح فقہ اکبر صفحہ 7)

دورِ حاضر میں حضرت مبارک رحمہ اللہ کی دور بین و دور اندیش نگاہ کا بہت عظیم فیصلہ تھا کہ آپ نے عورت کو عورت ہی سے ظاہری اور باطنی تعلیم حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ گویا آپ نے اس فیصلے سے پیری مریدی کے نام پر پھیلے ہوئے بہت بڑے فتنے کا سدباب فرمانے کی راہ دکھائی۔ ''الا ماشا اللہ'' پیری مریدی کے نام پر مختلف مقامات پر آئے دن بے عملی، بے دینی اور بے پردگی کے سبب جو خرابیاں سامنے آتی ہیں اسی کے پیشِ نظر آپ نے خواتین کی باطنی اصلاح اور ظاہری تربیت کیلئے خواتین ہی کو تیار کیا اور آقا علیہ السلام کی ایک عظیم سنت کو احیاء ملا۔ مگر بہت سے کم اور سطحی علم رکھنے والے فوراً اعتراضات کیلئے کمربستہ نظر آنے لگے۔ حالانکہ علم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ظاہری دوسرا باطنی۔ ایک شریعت کا دوسرا طریقت کا شریعت کے علم میں، ہم دیکھتے ہیں عورت مجودہ قاری بھی ہو سکتی ہے۔ حافظہ بھی عالمہ بھی محدثہ بھی مفسرہ بھی مبلّغہ بھی اور لوگ اس سے علم حاصل کریں تو لوگ اعتراض نہیں کرتے بلکہ عورت سے عورت کی تعلیم کو پسند کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے اگر عورت باطنی علم حاصل کرے، باطنی منازل طے کرے، قرب الی اللہ کے مقام پر فائز ہو، علمِ طریقت میں ماہر ہو تو اس سے استفادہ کرنا کیوں کر قابلِ اعتراض ہوگا۔ واضح ہو کہ جس طرح عالم، حافظ، قاری، محدث، مفسّر وغیرہ علوم ظاہرہ کے استاد کہلاتے ہیں، بالکل ایسے ہی مرشد اور پیر بھی علوم باطنیہ کے استاد ہوتے ہیں۔ اور یہ قابلیت عورت و مرد دونوں

میں یکساں ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سورۃ احزاب آیت نمبر 35

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا

ترجمہ:۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں، خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالے عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنیوالے اور یاد کرنے والیاں، تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان سب کیلئے مغفرت اور اجرِ عظیم"

اس آیۃ کریمہ میں تفصیلاً بیان کیا گیا کہ اس خیر الامم کے افکار، کردار، نظریات اور اعمال کیسے ہونے چاہئیں۔ اس آیت پاک میں بتایا گیا کہ مرد و عورت میں کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل التحیۃ کے ہر مرد و عورت کو ان صفات عالیہ سے متصف اور اخلاقی اور عملی لحاظ سے اس مقامِ رفیع پر دیکھنا چاہتا ہے" (تفسیر ضیاء القرآن)

حدود و قصاص میں منصب قضاء، اذان، امامت اور نبوت و رسالت جیسے منصب سے عورت کو بہت سی حکمتوں کے باعث علیحدہ رکھا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قربِ خداوندی میں تو بعض عورتیں تو مردوں کے مقابلے میں زیادہ ثابت قدم بلکہ

سبقت لے جاتی دکھائی دیتی ہیں، ساری امت کے مرد سیّدہ زاہرہ بتول کے قدموں کی دھول کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اجل صحابہ کرام سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی راسخیت علم کے معترف تھے۔ مرد اور عورت در حقیقت جنس مخصوص کا نام نہیں، حضرت شیخ زین الدین عطار فرماتے ہیں ''جب عورت راہ خدا میں مرد ہو تو اس کو عورت ہی کہنا چاہئے''۔ طالبِ دنیا کو اہل طریقت مخنث کہتے ہیں طالبِ عقبیٰ کو عورت جبکہ طالبِ مولا مرد ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی اپنی کتاب نفحات الانس میں فرماتے ہیں۔

قِیْلَ لِبَعْضِهِمْ کَمِ الْاَبْدَالُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ نَفْسًا قِیْلَ لَهٗ لِمَ لَاتَقُوْلُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا فَقَالَ فَقَدْ یَکُوْنُ فِیْهِمِ النِّسَاءُ

ترجمہ:۔ کسی اللہ والے سے پوچھا گیا کہ ابدال کتنے ہیں تو فرمایا کہ چالیس نفوس ہیں۔ ان سے عرض کی گئی آپ نے چالیس مرد کیوں نہیں فرمایا۔ فرمایا ان میں کبھی کبھی عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں''۔

خواتین اسلام کی اس تشنگی کو بجھانا اور ان کی اشد ضرورتِ تربیت کو اس کمال نظر سے دیکھنا یہ حضرت مبارک صاحب رحمہ اللہ ہی کا خاصا تھا۔ اور آپ ہی نے اس کو محسوس کر کے خواتین کیلئے یہ سخاوت فرمائی۔ کاش کہ علماء ظاہر کو بھی اس ضرورت کا احساس ہوتا اور خواتین کے ذکر و فکر اور دعوت و ارشاد کی فضیلت اور عملی زندگی میں اس کی برکات کی ضرورت محسوس فرماتے۔ مگر ''ایں سعادت بزورِ بازو نیست'' ایسی تجدید تو ایک مجدد ہی کو زیبا ہوتی ہے۔ سو وہ حضرت مبارک رحمہ اللہ ہی کے حصّے آئی۔ قرآن و حدیث پر آپ کی گہری نظر کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے، کہ آپ فرماتے تھے کہ جانشین نبی ہر سنت کا جانشین ہوتا ہے۔ تو اس سنتِ مبارک کا ذکر بھی ہمیں درج آیت

مبارکہ میں ملتا ہے:۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَاجَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَايُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَايَسْرِقْنَ وَلَايَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْلَهُنَّ اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: اے نبی (مکرّم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تو آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی۔ اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی۔ اور نہ لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان، اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے محبوب) انہیں بیعت فرمالیا کرو اور اللہ سے ان کیلئے مغفرت مانگا کرو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

یہ آیت فتح مکّہ کے موقع پر نازل ہوئی جب نبی علیہ السلام مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو آپ نے عورتوں سے بیعت لینے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ فتح مکّہ میں بیعت کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ آپ نے ویسے تو کئی مواقع پر کئی طرح عورتوں سے بیعت لی مثلاً پانی کے پیالے میں مبارک انگلیاں ڈبو دی پھر خواتین سے فرمایا تم اب اپنے ہاتھ ڈبو کر عہد کرو۔ کپڑے سے آپ علیہ السلام نے چادر کے ایک کنارے کو پکڑا اور دوسرا کنارہ عورتوں کو پکڑنے کا حکم دیا اور کبھی آپ نے زبان مبارک سے ہی بیعت لی اور فرمایا میری جو بات ایک عورت کیلئے ہے 100 عورتوں کیلئے بھی وہی ہے۔ فتح مکّہ کے دن آپ صفا کی پہاڑی پر جلوہ افروز تھے اور پہاڑی کے نیچے کھڑے حضرت

عمرِ فاروق کو آپ علیہ السلام نے عورتوں کیلئے اپنا خلیفہ مقرر کیا کہ وہ حضور علیہ السلام کی طرف سے بیعت کر رہے تھے۔ اور حضور کے احکام عورتوں تک پہنچا رہے تھے۔ دوسری طرف روایت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے صفا کے اوپر ہی سیدہ خاتون جنت کی خالہ امیمہ اُخت حضرت خدیجہ الکبریٰ کو عورتوں کی بیعت کیلئے مقرر فرمایا تھا، اور وہ بیعت لے رہی تھیں اور البدایۃ والنھایہ میں ہے کہ اس دن حضور علیہ السلام نے ہندہ کو عورتوں کی بیعت کیلئے مقرر فرمایا تھا۔ سو حضور کی طرف سے آپ عورتوں کو بیعت کر رہی تھیں۔ یہ بیعت انہیں تمام باتوں کیلئے تھی جن کا ذکر اوپر کی آیت مبارکہ میں ہو چکا ہے۔ مرد و خواتین سے مختلف اوقات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی طرح کی بیعت لی مثلاً بیعتِ اسلام، بیعت خلافت، بیعت ہجرت، بیعت جہاد، بیعت تقویٰ: بیعت تمسک بالسنہ۔ صوفیا کے نزدیک بیعت سنت ہے۔ بیعت ہی کے ذریعے صحابہ نے قرب خداوندی حاصل کیا۔ اہل اللہ کے نزدیک بیعت تربیت کا ایک مضبوط نظام ہے۔ اس تربیت کے حصول، اطاعت اور فرمانبرداری کی ضمانت لینے ہی کو عرف عرب میں بیعت کہا گیا ہے۔ عرب چونکہ اپنے رواج کے مطابق کسی اہم بات کی تسلی کرنے کیلئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرتے چنانچہ اسی دستور کے مطابق آقا علیہ السلام نے اہل عرب سے عہد لئے۔ لہٰذا پھر یہی طریقہ بیعت کا رائج ہو گیا۔ اصل مقصد ہاتھ میں ہاتھ دینا تو ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے نظام کو سیکھنا اور اپنانا ہے جس سے ظاہر و باطن اور اخلاق کے معاملات سنورتے ہیں اور قرب خداوندی کی طرف پرواز نصیب ہوتی ہو۔ آج کے دور میں کی جانیوالی بیعت بیعتِ تقویٰ کہلائے گی۔ اس کا تعلق محض رسم سے نہیں ہوگا، بلکہ اس کی روح مطلوب ہوگی اور وہ اوپر بیان ہو چکی۔ تو یہ ظاہری اور باطنی علوم ہر مرد و عورت پر

واجب ہیں۔ اگر معروف طریقہ بیعت نہ بھی اختیار کیا جائے تو بھی واجب تو واجب ہی رہے گا اور اسے ترک کرنیوالا گنہگار ہوگا۔ خواہ عورت ہو یا مرد ہر ایک کا اپنا عمل ہوگا اور مستقل اپنا ہی اجر ہوگا۔ ایک کے سیکھ لینے سے دوسرا عہدہ برآ نہ ہو سکے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ:۔ جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے انہیں ان کا اجر ان کے اچھے اعمال کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔

''مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ نے ایک اعتراض کا نہایت نفیس جواب تحریر فرمایا ہے کہ ''من عمل صالحا من ذکر او انثی ''میں حرف من اسم موصولہ عام ہے مذکر اور مونث کیلئے تو من کہنے سے ہی دونوں مراد ہو گئے پھر دوبارہ اوانثی کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ نیز یہاں تو دونوں کو جمع کرنا مقصود تھا وانثی فرمانا چاہئے تھا۔ جواب: من اگرچہ دونوں کو شامل ہے مگر زیادہ تر مذکر کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک مونث بول کر تاکید نہ کی جائے ذہن مذکر ہی کی طرف جاتا ہے اور یہاں بعد میں وھومومن بھی فرمایا گیا ہے۔ جس سے ذہن زیادہ مذکر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لہٰذا اظہارِ کرم کیلئے وضاحت کرتے ہوئے دونوں کا ذکر کر دیا گیا۔ نیز حرف او کا فائدہ یہ ہوا کہ مرد و عورت کی جداگانہ شان کا اظہار ہوا یعنی اعمال صالحہ اور مقبولیت بارگاہ الٰہیہ میں داخل ہونے کیلئے عورت و مرد میں کوئی بھی ایک دوسرے کا مرہونِ منت نہیں۔ اگر واؤ عاطفہ ہوتی تو خیال کیا جا سکتا

تھا کہ دونوں ملکر عمل کریں تب مقبولیت ہولی۔ لہٰذا مستقل طور پر دونوں کی حیاتِ طیبہ اور
دونوں ملکر عمل کریں تب مقبولیت ہوگی۔ لہٰذا مستقل طور پر دونوں کی حیاتِ طیبہ اور دونوں
کی بھرپور جزا کا ذکر کیا گیا''۔ (تفسیر نعیمی پارہ نمبر 14 ص 493، میں)

انقلاب اور تبدیلی کا اصل نظام یہ تھا جس کو حضرت مبارک رحمتہ اللہ علیہ اس کے
اصل مقام سے شروع کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا آپ نے منفرد انداز سے عورت پر توجہ
فرماتے ہوئے اس کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ ہمیشہ سے یہ ضروری رہا ہے کہ آپ جو
تربیت معاشرے میں دیکھنا چاہتے ہیں، وہ خاندان کی عورتوں کو دینا شروع کریں
معاشرہ عورت کی گود ہی میں پروان چڑھتا ہے۔ پاکیزگی، طہارت اور فیوض و برکات
عورت ہی کی گود سے منتقل ہوتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حضرت
معاویہ نے عرض کیا کوئی نصیحت فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کی رضا طلب کرو
اگرچہ لوگ ناراض ہو جائیں مگر اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی نہ کرو۔ عورتوں پر یہ
احسانِ عظیم بھی حضرت مبارک نے اللہ کی رضا کیلیئے کیا زمانے والے اگرچہ ناراض
اور معترض ہوتے رہے۔ بڑے بڑے صحابہ جہاں سیّدہ عائشہ کے فتوؤں پر عمل کرتے
وہاں مشکل ترین مسائل کا حل بھی سیّدہ عائشہ کے در اقدس سے ہی حاصل کرتے۔
حضور نبی کریم ﷺ ہر جمعتہ المبارک کو نماز جمعہ کے بعد حضرت امّ ایمن کے گھر
تشریف لے جاتے حضرت امّ ایمن نبی علیہ السلام کا پسندیدہ کھانا ہریسہ تیار کیا
کرتیں۔ آقا علیہ السلام کے بعد صحابہ کرام جمعہ کو امّ ایمن کے گھر ہریسہ کی فرمائش
کرتے اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر وہ فیض حاصل کیا کرتے جو امّ ایمن نے صحبتِ
مصطفٰی سے حاصل کر رکھا تھا۔ بڑے بڑے اولیاء بھی اپنے زمانے کی برگزیدہ عورتوں

سے فیض طلب کرتے رہے۔ حضرت علی شیر خدا کے مزار اقدس میں ایک خاتون رابعہ بلخیہ کا مزار ہے۔ (یعنی دفن ہیں) وہ خاتون خود صاحب سلسلہ ہوئیں طریقت کا ایک سلسلہ ان سے شروع ہوا۔ رابعہ عدویہ اہل بصرہ سے تھیں اور سفیان ثوری ان سے مسائل پوچھتے اور دعا و نصیحت لینے حاضر ہوا کرتے تھے۔ فاطمہ نیشاپوریہ خراسان کی انتہائی بزرگ خاتون تھیں کسی نے ذوالنون مصری سے پوچھا کہ عارفوں کے گروہ میں سے بزرگ ترین ہستی آپ کے نزدیک کون ہے۔ فرمایا فاطمہ نیشاپوریہ جنہیں مکّہ میں دیکھا تھا قرآن کے معانی ایسے بیان کرتیں کہ میں حیران ہو جاتا تھا۔ حضرت مبارک علیہ الرحمہ کا سلسلہ طریقت حضرت شاہ رسول طالقانی حضرت صاحب کوہستان سے اوپر حضرت میاں جی تک آئیں تو آپ کی مرشدہ آپ کی خالہ ہیں۔ جو حضرت بی بی صاحبہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے تمام فیض اپنی خالہ سے حاصل کیا۔ آپ کے مرشد نے تمام اہل خاندان اور دیگر لوگوں کو بی بی صاحبہ کی صحبت میں جانے کا حکم دیا کہ جو لوگ محرم نہیں وہ آپ کے حجرے سے باہر بیٹھ کر فیض طلب کیا کریں، آپ کی توجہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ اطراف و اکناف میں ان کے فیض کے ڈنکے بجنے لگے۔ تو حضرت مبارک نے بھی اپنی خلیفہ عورتوں کو صرف عورتوں اور محرموں کی ہی تربیت فرمانے کی اجازت فرمائی۔ اعتراض اس صورت میں ہوتا جب آپ مطلقاً محرم و نامحرم مرد و عورت کیلئے بلا حجاب مجاز قرار دیتے۔

شریعت کی پابندی اور پاسداری تو آپ کی بارگاہ میں یہاں تک نظر آتی کہ ایک مرتبہ ساہیوال میں حضرت کے ایک خلیفہ کی مرید خاتون سخت اضطراب میں باڑہ منڈ یکس شریف آپ کی درگاہ اقدس پر حاضر ہوئی وہ رو رہی تھی۔ کہ آپ کے خلیفہ کا

بیعت کرنے اور توجہ دینے کا طریقہ خواتین کیلئے قطعاً غیر شرعی ہے۔ میں اسے برداشت نہیں کرسکتی اس عورت نے اضطراب اور فرط جذبات سے سر سے چادر بھی اتار دی۔ حضرت مبارک اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ کھانا چھوڑ دیا صاحبزادہ سے فرمایا اس کے سر پر چادر ڈالو پھر تسلی سے پوری شکایت سنی فرمایا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے کہنے لگی نہیں۔ خلیفہ کو بلوایا اس نے اپنی صفائی میں قسم پیش کی اس کے باوجود آپ علیہ الرحمہ نے مذکورہ خلیفہ کو عورتوں کی محفل سے منع فرمادیا۔ صاحبزادہ صاحب سے فرمایا اس کو کرایہ بھی دو بازار سے اس کیلئے کپڑے بھی لے کر آؤ تاکہ اس نے جو تکلیف اٹھائی، دکھ پہنچا، اس کا ازالہ ہو جائے۔ دین کی پابند خواتین کا آپ بہت خیال فرماتے ان کا بہت لحاظ رکھتے۔ گھر کی خواتین ہوں یا خدام کی بیویاں آپ ہمیشہ سب کے ساتھ انتہائی نرمی کا برتاؤ کرتے اگر کسی خادم کی شکایت بیوی پر سختی کرنے کی موصول ہوئی یا مار پٹائی کی تو آپ محفل چھوڑ کر اس کی دلجوئی کرنے اور سمجھانے بجھانے کیلئے تشریف لے جاتے۔ آغاز میں گھر کی خواتین لنگر خود تیار کرتیں بہت مشقت طلب کام تھا۔ خواتین ہر وقت مصروف رہتیں تو آپ فرماتے گھر میں لنگر تیار کرنے کا حکم اگر میرے مرشد کی طرف سے نہ ہوتا تو میں یہ بوجھ خواتین پر کبھی نہ ڈالتا کیونکہ بچوں کے رونے کی وجہ سے تو حضور علیہ السلام نماز کو مختصر فرمادیا کرتے تھے۔ سنت مبارکہ پر عمل اور خواتین کے ساتھ احسان اور حسنِ سلوک کا اس قدر آپ کو خیال ہوتا تھا۔ دعوت وارشاد کی لگن اور اہمیت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ مکرمہ محترمہ بی بی ماریہ صاحبہ کو خواتین کیلئے دعوت و ارشاد کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے خواتین کی دینی رہنمائی

کرنے کو صدقہِ مالیہ سے زیادہ افضل سمجھتا ہوں جو خواتین کیلئے تمہیں کرنی چاہئے۔اور یہ تربیت وارشاد لالچ کیلئے نہ کریں بلکہ اس خدمت کو نہ طمع نہ منع نہ جمع کا مصداق بن کر دولتِ اُخروی کا ذریعہ بنائیں۔آپ فرماتی ہیں کہ میری موجودگی میں ایک خاتون بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ فلاں خلیفہ کا کہنا ہے عورت خلیفہ نہیں ہو سکتی۔آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا، جس پیر نے (یعنی میں نے) مرد کو خلافت دیکر خلیفہ بنایا ہے اسی نے عورت کو بھی خلیفہ بنایا پھر اختلاف اور انکار کیوں۔حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فیض لینے میں عورت و مرد، بوڑھا و نوجوان اور زندہ و مردہ سب برابر ہیں، حضرت مبارک بھی فیض لینے اور دینے میں کس طرح بھی عورتوں کو کم نہیں سمجھتے بلکہ فرماتے شیر نر ہو یا مادّہ شیر ہی ہوتا ہے۔

پیرِ طریقت شیخ التفسیر پیر محمد عابد حسین رضوی سیفی کی ہمشیرہ محترمہ ڈاکٹر تنویر زینب سیفی حضرت کی خلیفہ مطلق تھیں۔ان کا انتقال ہوا تو مبارک علیہ الرحمہ کو خبر ملی۔ آپ نے انتہائی افسوس کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا کہ وہ خاتون خواتین کی تعلیم و تربیت کا کام کرتی تھیں ان کے جانے سے سینکڑوں خواتین کی تربیت کا سلسلہ رک گیا ہے جو بہت بڑا نقصان ہے۔ایک مرد عالم دین کی وفات کی طرح ہی آپ کو ایک عورت کی وفات پر دکھ ہوا اور ان کے مشن کی اہمیت بھی اپنے الفاظ میں واضح فرمائی۔

ھدایا (تحائف) اور ان کا استعمال

اکثر لوگوں کا یہ خیال رہا کہ شاید ہدیہ یا نذرانہ حضرت مبارک کی بارگاہ میں پیش کرنا ان کی ضرورت یا رسم ہے۔حالانکہ حضرت مبارک کی ذاتِ مبارکہ میں انتہائی غنا اور بے نیازی تھی۔جو دورِ حاضر کے پیرانِ عظام سے یکسر مختلف تھی اِلّا ماشاءاللہ۔آپ

اگرچہ نفیس مزاج رکھتے تھے اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے مگر دنیا کی زیب وزینت کو نہ اپنے اوپر سوار ہونے دیا اور نہ ہی کوڑی برابر اہمیت دی۔ آپ کا فرمان ہے کہ اچھا کھانا، پینا اور پہننا بری بات نہیں بشرطیکہ مال حلال ہو اور اس میں تحدیثِ نعمت کا خیال ہو۔ پڑوسی اور حقدار یعنی فقیر و مسکین کا خیال ہو اور مال کی وجہ سے عبادت میں کمی واقع نہ ہو۔ بصورتِ دیگر مال وبال بھی ہو سکتا ہے۔ آپ مبارک نے کبھی مال و دولت کو اپنے لیئے جمع نہیں کیا۔ بزرگوں کی خدمت میں تحفہ پیش کرنے کی تعلیم و تربیت آپ مریدین کو دیتے۔ تحفہ وصول بھی فرماتے۔ مگر اس تحفے کا مصرف اور صورت کیا ہوتی آپ ہمیشہ ایک قاعدے پر عمل فرماتے اور اہل خانہ اور خلفاء کو بھی اسی کا درس دیتے:۔
نہ طمع نہ منع نہ جمع کہ کسی کے آنے پر اس سے لالچ نہ رکھو اگر کوئی محبت سے تحفہ پیش کرے تو لینے سے انکار نہ کرو کہ تحفہ وصول کرنا سنتِ محبوب ہے اور وصول کر لو تو پھر جمع نہ کرو۔ بلکہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دو۔ جیسا کہ آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں ہوا کرتا تھا ایک مرتبہ ایک عورت بہت محنت اور شوق سے حضور علیہ السلام کیلئے ایک خوبصورت چادر لائی حضور نے وصول فرما کر زیب تن کر لی تو مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کی مجھے چادر کی اشد ضرورت ہے آپ یہ چادر مجھے عنایت فرما دیجئے۔ تو کریم آقا نے فوراً اپنے جسم مبارک سے چادر اُتار کر اس آدمی کو دیدی۔
ایسے ہی جب کوئی شخص رقم یا لباس یا کسی اور صورت میں حضرت مبارک کی بارگاہ میں تحفہ پیش کرتا اور استعمال کرنے کی تاکیداً فرمائش کرتا تو آپ اس شخص کی تربیت فرماتے کہ تحفہ دینے کے یہ آداب نہیں آپ کی محبت یہ ہے کہ آپ تحفہ پیش کر دیں لینے والے پر استعمال کی قید لگانا خلافِ سنت ہے اور خلافِ آداب بھی۔ بعض اوقات

تربیت کی غرض سے آپ چیز واپس بھی کر دیتے۔اور تربیت کرنے اور سمجھانے کے بعد وصول فرماتے۔بعض اوقات کوئی مرید چند سو کی کوئی چیز پیش کرتا تو کئی ہزار کی قیمتی چیز اسے بطور تبرک عطا فرما دیتے۔رقم پیش کی جاتی تو کئی مساکین آپ کی مجلس میں موجود ہوتے تو آپ ان کی خدمت کر دیتے۔آپ یہ فرماتے کہ تحفہ لینے سے انکار کر کے دینے والے کا دل نہ دکھاؤ اور سنت کے خلاف نہ کرو۔بلکہ ضرورت مندوں میں خرچ کرو۔ایک مرتبہ آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا کہ آپ نے کئی مرتبہ ایک جیسی چیزیں مجھے عطا فرمائی ہیں تو مجھے تو ان کو جمع کرنے کی حاجت نہیں ہے۔آپ نے انہیں بھی یہی فرمایا کہ جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے انہیں صدقہ کر دو تا کہ تمہارے اجر وثواب اور درجات میں اضافہ ہوتا رہے اور دوسروں کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔

فقیر آباد میں کوئی بھی سوالی آ گیا

جھولیاں بھر کے گیا کوئی بھی خالی نہ گیا

پریشانی و بیماری سے سامنا ہوا تو بھی آقا علیہ السلام کے فرمانِ مقدس ''اَلصَّدَقَةُ رَدُّ الْبَلَاءِ'' کو مقدم رکھا اور صدقہ وخیرات کرتے ہوئے ہم نے معیار قرآن ''لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ'' پر عمل ہوتے دیکھا۔ایک مرتبہ آستانہ عالیہ پر حضرت مبارک کی علالت میں ختم قرآن کے موقع پر اس ناچیز نے خود دیکھا کہ ایک لاکھ سے زیادہ رقم آپ نے اپنے دستِ مبارک سے بطور خیرات تقسیم فرمائی۔اور ایسے مواقع آپ کی حیات مبارکہ میں بارہا آئے۔آپ فرمایا کرتے کہ انسان وہ نہیں جو دنیا کی دولت سے دنیا کیلئے محبت رکھتا ہو۔بلکہ انسان وہ ہے جو یا تو دنیا سے مولا کی خاطر محبت نہ رکھتا ہو یا پھر صرف مولا کی خاطر دنیا سے محبت رکھتا ہو۔چونکہ آدمی کے

قول کی دلیل اس کا فعل ہوتا ہے تو ہم نے ہر قدم پر حضرت مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے فعل کو آپ کے قولِ مبارک سے بھی زیادہ قوی دیکھا ہے۔ آپ کی سخاوت کا عالم بعض اوقات یہ ہوتا کہ بال کاٹنے والے حجام کو صرف بال کاٹنے پر آپ 500 روپے عنایت فرما دیتے۔ استفسار پر آپ فرماتے وہ میرے پاس آیا ہے ناں۔ آپ اکثر اپنے اہل خانہ کو پشتو کا یہ شعر سنا کر سخاوت کی ترغیب دیا کرتے۔

را دنیا پہ سخاوت ﺑﻪ ندی زیاتیږی

رکوھی نہ چی اوبہ باسی بسیار شی

ترجمہ۔ یہ دنیا کا مال ہے سخاوت سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ کنویں سے جتنا پانی نکالیں وہ اتنا ہی زیادہ ہو جاتا ہے۔

ذاتِ مبارکہ میں شریعت مطھرہ پر عمل اور پیرویِ سنت کے جلوے

اس دور میں پیران عظام کے اکثر آستانے (الا ماشا اللہ) عمل سنت کے نور سے بے نور اور ویران نظر آتے ہیں۔ خود پیران عظام کی اپنی ذاتیں نہ جانے کن کن خرافات و واہیات کا مجموعہ ہیں۔ اور ایک آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد ہے کہ اس راستے پر بھی چلے جائیں تو نبی کی سنتوں سے راستے مہک رہے ہوتے ہیں اور دور سے ہی سمجھ آجاتی ہے کہ یہ وہ آستانہ ہے کہ

حضرت مبارک کے آستانے پر

جذب و مستی کے پھول کھلتے ہیں

فقیر آباد کی راہ گزاروں پر

نقشِ پائے رسول ملتے ہیں

اطاعت وفرمانبرداری اسی کی ضروری اور واجب ہے جو رسول اللہ کا سچا تابع فرمان ہے۔ ولایت نام ہے قربِ خداوندی کا اور خدا کا قرب شریعت مصطفیٰ پر عمل پیرا ہونے سے ملتا ہے۔ بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ولی فرائض و واجبات و سنن و مستحبات کا دائمی پابند ہوتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ ایک شخص نے ولایت و صدیقیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کی زیارت کو چلتے ہیں۔ جب آپ مریدوں سمیت مذکورہ شخص کی طرف گئے تو اتفاقاً وہ شخص مسجد کی طرف جارہا تھا اسی طرف اس نے تھوک دیا حضرت خواجہ بغیر سلام و کلام کے واپس آ گئے اور فرمایا جو شخص شریعت کے مستحبات سے لاعلم ہے۔ وہ ولی کیسے ہوسکتا ہے۔ یعنی اتباعِ مصطفیٰ ہی کا نام ولایت ہے، ولایت میں اعلیٰ مقام استقامت ہے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ اور استقامت یہ ہے کہ ولی اللہ صاحبِ علم وعمل ہوتا ہے۔ تقویٰ وطہارت کا پیکر ہوتا ہے۔ احکام شریعہ اور سنت کی اتباع اسے جان سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ مرشد ہوتا ہی وہ ہے کہ اسے اور اس کے مریدوں کو دیکھ کر آقا علیہ السلام اور صحابہ کبار کا دور یاد آ جائے۔ جس کی اداؤں سے سیرتِ مصطفیٰ دکھائی دے، جو چلے تو سنتِ رسول کا حسن نظروں کے سامنے ہو، جو بولے تو سخن رسول یاد آ جائے۔ حضرت مبارک کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پیکرِ کمال بنایا اگر آپ کے سراپا اقدس کو سر سے پاؤں تک کسی نے دیکھا تو ہر عضو سنت کے نور سے منور نظر آیا۔ زلفِ عنبرین، عمامہ مبارکہ، مکمل لباس مبارک، صبح سے شام اور شام سے صبح ہونے تک ہر قدم، ہر سانس، ہر مصروفیت، ہر انداز حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد کی ادائیگی، سنت کے حسین جلوے ہی اپنی رعنائیاں بکھیرتے نظر آتے۔ اگر کھانا پینا دیکھا تو پہلے

ہاتھوں کا دھونا نمک سے آغاز کرنا، اختتام پر ہاتھ دھونا اور نمک پر ہی ختم کرنا اور دوسروں کی تربیت کا التزام اس قدر کہ آغاز میں آپ سالکین کی جیبوں کو چیک کیا کرتے کے جیب میں مسواک اور نمک ہے کہ نہیں اگر نہ ملتا تو فرماتے تم کیسے صوفی ہو جسے سنت کا پاس نہیں۔ لباس کی تراش خراش سے لے کر زیب تن کرنے اور اتارنے میں بھی سنتِ مطہرہ کی پابندی ہمیشہ رہی۔ آپ لباس کو اوّل دائیں جانب سے پہنتے پھر بائیں جانب سے اور اتارتے ہوئے اسؒ کے مخالف کرتے، شلوار ہمیشہ بیٹھ کر پہنتے اور عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھتے۔ عالم شباب میں بعض اوقات طبیعت کے جوش کی وجہ سے انسان تیزی میں ہوتا ہے۔ آپ عمر کے اس حصّے میں بھی ہمیشہ سنت کا التزام رکھتے کہ اگر غلطی سے بھی کبھی خادم نے بایاں جوتا آگے رکھ دیا تو آپ نے بے خیالی میں پہنا نہیں بلکہ ناراضگی کا اظہار فرما کر دایاں جوتا پہلے طلب فرمایا آپ اس تسلسل سے ہر کام بلا تامل سنت مبارکہ کے مطابق کرتے جاتے گویا آپ کا خمیر ہی اس سانچے میں ڈھال دیا گیا ہو۔

دوران بیماری آپ بسترِ علالت پر ہیں ڈاکٹر تاکید کر رہا ہے کہ آپریشن کے بعد آپ کی ٹانگیں سیدھی رہنی چاہئیں مگر نا معلوم حضرت مبارک سیدھی کیوں نہیں فرماتے کوئی سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو دوبارہ اکٹھی فرما لیتے حالانکہ ادویات کے اثر سے آپ غنودگی اور نیم بیہوشی کے عالم میں ہیں کچھ ہوش آیا تو فرمایا بیوقوفو! میرا بیڈ قبلہ رخ ہے تو میں کیسے ٹانگیں قبلے کی جانب سیدھی کر لوں آپ کے بیڈ کا رخ تبدیل کیا گیا تو آپ نے اپنی ٹانگیں سیدھی فرما لیں۔ سنت کے مطابق آپ قیلولہ ضرور فرماتے۔ آپ کی مبارک زلفیں بھی سنت کے مطابق وفرہ، جفرہ اور لمّہ کی مقدار میں

اور اکثر لمحہ ہوتی تھیں۔ ہر سنت کو انتہائی محبت سے آپ ادا کرتے جاتے یقیناً اللہ کریم ہی آپ کو سنت پر کاربند رہنے کی توفیق ارزانی فرماتا زندگی میں آپ کو ایک سنت کو پورا کرنے کی حسرت تھی۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر سال اپنے علاوہ اپنے مشائخ کی طرف سے قربانی کرتے کبھی صحابہ کی طرف سے اور کبھی خلفائے راشدین کی مگر سوچتے کہ جو سنت نبی کریم کی حجتہ الوداع کے موقع کی ہے کاش وہ بھی زندگی میں پوری کر سکوں کہ آپ نے اس دن 100 قربانی کی تھی تو منڈیکس کی زندگی میں اللہ نے آپ کو اتنی وسعت عطا فرمائی کہ آپ نے 100 قربانی رب العزت کی بارگاہ میں پیش کر کے اپنے محبوب آقا کی یہ سنت بھی پوری کر لی۔ اپنے مریدین ومتوسلین کی ضروریات و مشکلات کا خیال رکھنے میں بھی سنت حبیب پر ہی عمل فرماتے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بارگاہ میں اگر کوئی مسکین وغریب حاضر ہوتا یا ویسے ہی اس کی مفلسی کا آپ کو علم ہوتا تو آپ اس مفلس کو اپنے اہل خانہ یا مخیر صحابہ کی طرف بھجوا دیتے اور حکم ہوتا کہ تمہارا مہمان ہے اپنے بھائی کی ضیافت بھی کرو اور اس کی ضرورت بھی پوری کرو۔ بعینہ حضرت مبارک بھی یہی طریقہ اختیار فرماتے آپ بھی اپنے سفید پوش خلفاء اور مریدین کو خود بھی نوازتے رہتے اور مختلف اوقات میں مخیر اور صاحبِ استطاعت خلفاء کی طرف بھجوا کر انہیں باقاعدہ اطلاع کرواتے کہ تمہارا بھائی تمہارا مہمان ہے۔ لہٰذا بطور تحفہ اس کی خدمت کرو۔ اور اپنے حلقہ احباب کو بھی ترغیب دو۔ تاکہ تمہارے بھائی کو دستِ سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ اگر کوئی مرید بھی سنت رسول کو ترجیح دیتا تو آپ کمال شفقت سے دلجوئی فرماتے۔ آپ کے خلیفہ جناب صوفی گلزار احمد سیفی کی شادی خاندان میں ایک لڑکی سے طے پائی، بارات چلی گئی عین رخصتی سے پہلے لڑکی اور گھر

والوں نے ضد کرتے ہوئے کہہ دیا کہ جب تک گلزار احمد صاحب اپنی داڑھی نہیں منڈوائیں گے لڑکی ان کے ساتھ نہیں جائے گی۔ معاملہ پیچیدہ ہو گیا مگر موصوف اپنے موقف پر مضبوط تھے کہ شادی نہ کرنا منظور ہے مگر اپنے محبوب آقا کی محبوب ترین سنت سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا بارات واپس آ گئی حضرت مبارک علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی۔ آپ نے سن کر فرمایا گلزار احمد تم نے نبی کی سنت پر غیرت کی اب میں خود تمہارا نکاح کسی نیک صالحہ اور باعلم و باعمل لڑکی سے کراؤں گا۔ آپ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور راقمہ کی ہمشیرہ خورد (مسرت ہاشمی سیفی) کا رشتہ طلب فرمایا جو شریعت مطہرہ کی پابند اور عالمہ فاضلہ تھی پھر بنفسِ نفیس آپ پہلے نکاح پڑھانے کیلئے باڑہ منڈیکس سے گجرات مرکزی جامعہ سیفیہ رحمانیہ تشریف لائے۔ آپ کا تشریف لانا بمعہ کثیر تعداد خلفاء کے تھا۔ اور نکاح کا یہ اجتماع اتنا بابرکت تھا کہ جس نبی کی سنت دلجوئی کی جارہی تھی، صاحب سنت، صاحب شریعت آقائے نعمت خود بمعہ صحابہ کرام کے تشریف فرما ہوئے۔ کھلی آنکھوں سے حضرت اور چند خلفاء نے زیارت کی اور آپ اپنی نشست چھوڑ کر آنکھوں میں اشک لئے استقبال کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کو دیکھ کر پورا اجتماع کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ دوسرے دن لاہور سے دور افتادہ گاؤں جیابگا میں گلزار احمد سیفی صاحب کے گھر ولیمے پر بھی تشریف لے گئے۔ اس طرح آپ نے تمام متوسلین کے دلوں میں سنتِ رسول کی قدر و شان کو جاگزیں فرما دیا۔

حضرت علامہ محمد مقصود احمد سابق خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور حضرت مبارک کی نگاہ کیمیا اثر کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت مبارک نہ میرے مرشد ہیں نہ استاد مگر دو مرتبہ داتا صاحب کے عرس میں مسندِ صدارت پر تشریف آوری اور ملاقات سے

یہ اندازہ ہوا کہ آپ متبع شریعت، وقت کے نہایت ہی باعمل معتبر عالم، انتہائی متقی اور اسلامی دنیا کی ایک انقلابی اور روحانی شخصیت ہیں۔ نماز مغرب کے وقت ذکر الٰہی کی جو محفل سجی بے شمار فاسق وفاجر جو پہلی زیارت سے مستفید ہورہے تھے۔ توبہ کرتے اور صالح و پاکیزہ زندگی کا وعدہ کرتے نظر آرہے تھے۔ گویا آپ کی ذات وہ مزکی اور عظیم ذات بن چکی تھی جس نے قلوب کی تطہیر فرما کر انہیں مرکزِ تجلیات بنانا شروع کر دیا تھا۔ یعنی حضرت مبارک وہ عظیم مبلغ جن کی پرسوز اور پراثر آوازِ ھُو نے غفلت میں ڈوبے دلوں کو دیدہ بینا بنا دیا اور حضرت مبارک جن کی قیادت نے گم گشتگان راہ کو قرب خداوندی سے ہمکنار کر دیا۔ سنت کو بدعت سے جدا کر کے اہل بدعت کو رسوا کرنے کی کئی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ ایک دن ایک فلمسٹار حضرت مبارک کی خدمت میں آ گیا پہلی نظر سے ہی ایسی کایا پلٹی جس کا کسی کو بھی اندازہ نہ تھا۔

تقریب کے دوران ہی آپ کی نظر اس فلمسٹار پر پڑی اور ٹھہر گئی بس پھر کیا تھا ادھر سے فلمسٹار کی نظر بھی اٹھی جس نے چہرۂ حضرت مبارک کو دیکھا، دل کی جانب ایک بجلی سی اتری اور ہوا یہ کہ

اُٹھی نظر تو ان کے کرم پر ٹھہر گئی
دل کیا بدل گیا میری قسمت سنور گئی

چند ہی دنوں میں اس شخص کے چہرے پر ریش مبارک سے بہار آ گئی۔ سر پر نبی اکرم کی سنت کا تاج سج گیا۔ وہ شخص ان دنوں کسی فلم کی شوٹنگ کر رہا تھا کچھ کام باقی تھا کہ اس نے انکار کر دیا کیونکہ بغیر داڑھی کے کام کرنا شرط تھا مگر وہ اب کسی صورت تیار نہ ہوا آخر کار اس کے خلاف رٹ ہو گئی۔ مبارک علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہو کر دعا کی

استدعا کی حضرت نے فرمایا محبوب کی سنت کی آراستگی کے ساتھ ہی جاؤ اللہ فضل فرمائے گا۔ وہ سالک (سابقہ فلمسٹار) پہلی ہی پیشی میں عدالت حاضر ہوا چہرہ دیکھتے ہی جج نے بری کردیا۔ اس موقع کیلئے ہی علامہ نے فرمایا ہے۔

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

راسخون فی العلم کا مصداق ذاتِ مبارک

آپ ایک اعلیٰ پائے کے معتبر و مستند عالم تھے۔ روایتی پیروں کی طرح شریعت سے کٹ کر کسی طریقت کو متعارف نہیں کروا رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ افغانستان اور پاکستان کے کثیر تعداد مشہور و معروف علماء کے مرجع رہے۔ علماء ہی علماء کی علمی گہرائی کا اندازہ کر سکتے ہیں کئی مرتبہ آپ نے علماء کی موجودگی میں کئی موضوعات پر بیان فرمایا کہ علماء کرام حیران رہ گئے کہ اتنا عمیق علم آپ نے کہاں سے سیکھا۔ اس گہرائی اور اسرار کو تو ہم زندگی بھر نہ سمجھ سکے یہی تو علم لدنی کی شان و پہچان ہوتی ہے۔ جسے اللہ کریم نے اپنی کتاب میں وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا سے بیان فرمایا ہے۔ آپ کے علمی نقاط سن کر بڑے بڑے نقطہ دان ورطہ حیرت میں گم ہو جاتے اور متعجب ہو کر آپ کے چہرہ انور کے انوار میں کھو جاتے۔ انہی علمی کمالات کی وجہ سے لاتعداد مفتیان کرام اور اپنے بزرگوں کے سجادہ نشین، مشائخ عظام اور محدثین اور مفسرینِ اعلیٰ مقام بھی اپنی تمام تر علمی شان و شوکت کے ساتھ، جب دلوں کی تشنگی مٹانے کا سامان چاہتے اور در اقدس پر حاضر ہو کر چہرہ اقدس کی زیارت ہوتی تو بے ساختہ پکار اٹھتے کہ

دل جسکو ڈھونڈتا تھا وہ صورت تمہی تو ہو

افغانستان کے ایک شیخ الحدیث مولانا غزنی صاحب گل دارالعلوم سیفیہ منڈیکس میں استاذِ حدیث مقرر ہوئے تو آنے سے پہلے یہ شرط رکھی کہ میں حضرت مبارک علیہ الرحمہ سے بیعت نہیں کروں گا۔ یہ شرط منظور کر لی گئی مگر تھوڑا عرصہ ہی گزرا کہ مولانا آکر حضرت مبارک کے قدموں میں بیٹھے رقت انگیز حالت میں عرض کر رہے تھے کہ مجھے بیعت کر کے اپنا غلام بنا لیجئے۔ یہ آپ مبارک کی علمی راسخیت تھی جس نے مولانا غزنی کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت مبارک کے متعدد مکتوبات آپ کے کئی خلفاء کے پاس ہیں کہ اگر علماء کرام بھی ان کی توضیح وتشریح کرنا چاہیں۔ تو ان کے بس کی بات نہیں کسی بھی وقت آپ کی خدمت میں کوئی علمی سوال یا اعتراض پیش کیا جاتا تو آنیوالے کی ذہنی ودماغی صلاحیت کے مطابق آپ ایسے ثبوت پیش فرماتے کہ سمجھنے والے کے ذہن کے بند دریچے کھل جاتے۔ آپ کے صاحبزادہ والاشان شیخ الحدیث مولانا حمید جان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت مبارک سے تعویذ کو چمڑے میں منڈھا کر پہننے کا شرعی حکم دریافت کیا کیونکہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح تعویز پہن کر بیت الخلا وغیرہ میں جانے سے آیات قرآنیہ کی بے ادبی ہے۔ تو آپ مبارک نے فی البدیہہ ارشاد فرمایا کہ تفسیر جُمل کے آخر میں سورۃ فلق اور والناس کی تفسیر ملاحظہ کرو وہاں اس کی توضیح کی گئی ہے کہ جس طرح آدمی کی کھال کے اندر سینے میں قرآن کریم محفوظ ہے اور وہ بیت الخلاء کسی اور ناپاک جگہ بلکہ خود ناپاک ہونے کی صورت میں بھی قرآنِ کریم کی بے ادبی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی چمڑے میں تعویذ منڈھا لینے سے آیات کی بے

ادبی نہیں ہوگی۔ کوئی بھی بات آپ زبانی بیان نہ فرماتے بلکہ حافظہ مبارکہ کبر سنی میں بھی اتنا قوی کہ فوراً صاحبزادگان سے فرماتے کہ فلاں تفاسیر اور کتب کے فلاں فلاں صفحات سے فلاں حوالہ جات نکال کر دکھاؤ۔ کسی بھی مسئلہ شریعت میں آپ کا موقف محض جذباتی نہ ہوتا بلکہ آپ کی تحقیق بہت دقیق ہوتی اور موقف میں استقامت ہوتی آپ فرماتے اگر میرے موقف سے کسی عالمِ دین کو اختلاف ہے تو میرے ساتھ براہ راست گفتگو کر کے دلائل سے مجھے قائل کرے۔

تلبیس ابلیس میں غوثِ اعظم کے حالات میں محدث ابن جوزی نے جو الفاظ استعمال کئے تھے ان سے مبارک علیہ الرحمہ کو سخت اختلاف تھا۔ کسی نے بتایا کہ حضور انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔ پوچھا ثبوت کہاں ہے۔ عرض کی مدارج النبوۃ میں، قلائد الجواہر سیرت غوثِ اعظم میں۔ آپ نے کتابیں منگوا کر دیکھا اور فوراً قبول فرما لیا۔ آپ کی یہ استقامت قرونِ اولیٰ کے متقدمین اور متاخرین علماء ومشائخ کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔ آپ کے روبرو اگر کوئی صحیح معنوں میں عالم دین گفتگو کر کے غلط فہمی کا ازالہ کرنے آ بیٹھا تو پھر سوائے اس کے چارہ کار نہ رہا کہ وہ کہتا ہوا اٹھے کہ

مستند ہے آپ کا فرمایا ہوا

حضرت مبارک علیہ الرحمہ جب قمر العلوم گجرات میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کو بمعہ اپنے مریدین کے سنت کے خوبصورت سراپا میں دیکھ، کر آپ کی علمی اور عملی وجاہت کو ملاحظہ فرمانے کے بعد کچھ ایسی ہی بات علامہ محمد بشیر الدین سیالوی دامت برکاتھم القدسیہ مہتمم قمر العلوم نے بھی شانِ مبارک میں فرمائی کہ ”میری ملاقات حضرت مبارک اور آپ کی پرنور جماعت سے ہوئی تو فوراً سرکار مدینہ کا ارشاد یاد آ گیا کہ

اِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانِ فِي جَوْفِ الْمَآءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّ لَا دِرْهَمًا"

آپکی چند لمحوں کی مختصر ملاقات نے ہی ایک معتبر عالم دین پر یہ واضح کر دیا کہ علم و آگہی کی جن بلندیوں پر حضرت مبارک خیمہ زن ہیں وہاں پر ہر ایک کا پہنچنا محال ہے۔ یقیناً علامہ موصوف کی نظر حضرت مبارک کو دیکھ کر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اس تحریر کی طرف گئی ہوگی "کہ سارے جہاں کا عالم کیلئے دعائے مغفرت کرنے کا سبب یہ ہے کہ جہان کی درستگی علمِ دین کی برکت سے ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے عالم دین کو چاند سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ چاند کے نور سے ساری دنیا روشن ہوتی ہے ایسے ہی عالمِ دین کا فائدہ سارے جہان کو پہنچتا ہے اور فرماتے ہیں کہ عالمِ دین سے مراد صرف دستار جبہ اور سند حاصل کر لینے والا شخص نہیں اور نہ ہی درس و تدریس وعظ و تقریر کر لینے والا بلکہ وہ شخص مراد ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد فرائض و سننِ موکدہ اور دیگر ضروری عبادات پر دوام اختیار کرتا ہو۔ یہ تمام اعمال حضرت مبارک کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم و کمال پائے جاتے تھے۔ ایسی ہی خوبصورت بات حضرت مفتی محمد حسین صدیقی کیلانی آف گوجرانوالہ کی زبانِ قلم نے بھی سنائی "کہ مستند علماء کرام کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مبارک کے سر میں دماغ عالمانہ، سینے میں دل صوفیانہ، لباس میں جھلک درویشانہ، اندازِ سخن محققانہ اور طرزِ حیات مجاہدانہ ہے۔

انڈیا کے مشہور سنی حنفی عالمِ دین جن کی تحریر کا سکہ پوری دنیا میں چلتا ہے علامہ

ارشد القادری صاحب، پیر طریقت شیخ التفسیر پیر محمد عابد حسین سیفی دامت برکاتھم القدسیہ
اور شرف ملت عبدالحکیم شرف قادری صاحب کے ساتھ آستانہ عالیہ سیفیہ (باڑہ) یہ
سوچ کر آئے کہ وہ شخصیت کون ہے جس نے عبدالحکیم شرف قادری جیسے مضبوط عالم
دین کو مسخر بھی کیا ہے اور مشرف بھی کیونکہ شرف قادری جیسا شخص کسی عام جگہ پر نہیں
جھک سکتا۔ آستانہ عالیہ پر پہنچ کر ظہر کی نماز حضرت مبارک کی اقتداء میں ادا کی عین
آپ سے پیچھے نماز میں کھڑے تھے اور دورانِ نماز بار بار گلا صاف کر رہے تھے۔
آپ علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا کہ میرے پیچھے نماز پڑھنے والا کون تھا پتہ چلا کہ
علامہ ارشد القادری ہیں فرمایا دورانِ نماز ان آوازوں سے تو آپ کی نماز فاسد ہوگئی۔
علامہ صاحب بھی حیران ہو گئے کہ آج تک نہ کبھی کسی بڑے سے بڑے عالم نے ہی
ٹوکا اور نہ ہی کبھی خود خیال اس طرف گیا مزید تسلی کیلئے حضرت مبارک نے فوراً نور
الایضاح، قدوری، کنز، شامی، ردالمختار، فتاویٰ ہندیہ اور خلاصۃ الفتاویٰ جیسی کتب کی
عبادات دکھائیں۔ علامہ موصوف نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اپنی نماز بھی لوٹائی۔ نماز
کے بعد علامہ صاحب نے حضرت پر سوال کر دیا کہ یہ آپ کے پیچھے نماز میں جو لوگ
آہ آہ ھو ھو کر رہے تھے ان کی نماز کیوں نہیں فاسد ہوئی۔ آپ نے فوراً ہی دوبارہ
انوار قدسیہ، الحدیقۃ الندیہ اور فتاویٰ جات منگوائے اور پھر تحریرات دکھائیں کہ جو
الفاظ بغیر کسی تکلیف کے ہوں اور بے اختیار ہوں نیز قرآن حکیم سے ثابت ہوں، اللہ
کی خشیت اور خوف سے نکلے ہوں ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو علامہ صاحب پکار
اٹھے کہ حضرت مبارک کے روحانی مقام کو تو میں نہیں جانتا البتہ صاحبانِ طریقت اور
پیرانِ عظام میں آج تک ایسا پیر نہیں دیکھا جسے بیک وقت شریعت و طریقت پر یوں

دسترس حاصل ہو۔ آپ کی خانقاہ مبارکہ میں حاضر ہو کر یکدم دورِ رسالت مآب کا منظراور ماحول آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے۔

آپ مبارک کے دستِ حق پرست پر کثیر تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیااور باقاعدہ شریعت وطریقت کے زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے رہے۔ حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ ایک مسجد میں خطیب نہ ہونے کی وجہ سے قریب ہی ایک چرواہے پر توجہ فرمائی اور اسے جمعہ پڑھانے کا حکم صادر فرما دیا۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ تو بالکل ان پڑھ شخص ہے۔ آپ نے لوگوں کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ مگر جب وہ چرواہا تقریر کیلئے منبر پر بیٹھا تو ایسے اسرار و معارف بیان فرمائے۔ کہ اجتماع میں موجود علماء بھی حیرت زدہ رہ گئے۔ یوں ہی حضرت مبارک رحمہ اللہ جامعہ نظامیہ لاہور تشریف لائے تو حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت صاحب میں آپ کے مشن، مقام اور فیضان سب کو مانتا ہوں مگر مجھے ایک اعتراض ہے۔ کہ آپ خواندہ وناخواندہ ہر شخص کوخلافت عطا کر دیتے ہیں۔ تو اس پر حضرت مبارک نے برجستہ فرمایا کہ میں خلافت دے کر انہیں کنز وقدوری اور سدرہ ومیبذی پڑھانے کیلئے نہیں بٹھاتا بلکہ تلقین ذکر کی اجازت دیتا ہوں۔ سو وہ کام وہ احسن طریقے سے کرتے رہتے ہیں کئی ایسے جاہل جو نام بھی نہ لکھ سکتے تھے حضرت کی توجہ سے آج مرجع خاص وعام ہیں۔ کئی معترض جو صرف دیکھنے آئے اور بڑے مضبوط ہو کر آئے مگر گرفتارِ عشق ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ کبھی آپ کے اقوال کبھی افعال اور کبھی چہرہ پُر جمال، لوگوں کے دل موہ لیتے اور بارگاہِ مصطفٰی کی کمال متابعت کا نقشہ پیش ہوتا کہ۔

کچھ ان کے خلق نے کر لی کچھ ان کے پیار نے کر لی
مسخر اس طرح دنیا شہ ابرار نے کر لی

یہی جلوے حضرت مبارک رحمہ اللہ کے آستانہ عالیہ پر ہمیشہ نظر آتے اور دولتِ وراثتِ نبی کی دل کھول کر سخاوت کی جاتی۔ ایک معروف غیر ملکی ڈاکٹر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سالکین کی کیفیات کو ملاحظہ کرتا رہا۔ وجد و جذب کی حالتیں اس کیلئے عجیب ترین تھیں۔ آخر خود ہی آگے بڑھا اور بیعت ہو گیا۔ حضرت کی توجہ کے درمیان وہ خود پر کنٹرول کرنے کی بھرپور کوشش کرتا رہا جب کیف و مستی کی کیفیت سے خود کو روک نہ سکا تو وجد کیفیت میں مست و بے خود ہو گیا۔ ہوش آیا تو اس کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا جسے وہاں موجود لوگ بخوبی سن رہے تھے "آج سائنس فیل ہو گئی" جب سوال کیا گیا کہ دوبارہ بھی اس کیفیت کو طلب کرو گے تو کہنے لگے شیریں مشروب پینے سے پہلے تو اس کا ذائقہ نہیں بتایا جا سکتا مگر پینے کے بعد تو کوئی اس سے محروم نہیں رہنا چاہتا اب تو جی چاہتا ہے کہ باقی کی زندگی مبارک علیہ الرحمہ کے قدموں پر ہی لٹا دوں آپ کی حیات مبارکہ ایسے سینکڑوں واقعات سے معمور ہے جس میں آپ وارثانِ رسول علیہ السلام ہونے کا حق ادا کرتے رہے اور لاکھوں مسلمانانِ عالم کو آپ نے اس وراثت سے حصہ عطا فرمایا۔

معتبر اور معروف علماء آپ کے بارے میں یوں رطب اللّسان ہیں!

مفکرِ اسلام حضرت علامہ سیّد ریاض حسین شاہ

ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان فرماتے ہیں "متلاشیان حقیقت کیلئے آپ راز رہنے کی بجائے آشکار ہو گئے۔ ہزاروں لوگ آپ کی صحبت میں آ کر تائب عن الذنوب ہوئے آپ کی زندگی کا طرز امتیاز دینی حمیت اور غیرت ہے۔ تصوف کو تجریدی علم کے دائرے سے نکال کر عملی سپرٹ بنانے میں آپ کا ایک خاص کردار ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آج انسانوں کی اصل ضروریات اللہ کی محبت اور معرفت ہے اور بلا جھجک میں کہوں گا کہ پیر صاحب کے پاس یہ دولت فراواں ہے"۔

صاحبزادہ حافظ حامد رضا (وزیر ٹرانسپورٹ)

شیخ المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سیف الرحمان کا شمار ان مردانِ خدا میں ہوتا ہے جن پر رسول اللہ کا یہ فرمان صادق آتا ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ہم کن لوگوں سے مجلس رکھا کریں آپ نے فرمایا جو تم میں زیادہ خیر و برکت کے حامل ہیں۔ یارسول اللہ وہ کون اور کنِ علامات کے مالک ہیں تو آپ نے فرمایا جس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ یاد آ جائے۔ جس کے قول و بیان سے تمہارے عمل میں اضافہ ہو جائے جس کا عمل تمہارے اندر دنیا کی بجائے آخرت کی فکر دوبالا کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ملتِ اسلامیہ پر تادیر سلامت رکھے۔

مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ازہری (مرحوم)

ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

امت مسلمہ کے بڑھتے ہوئے بگاڑ کو دور کرنے کی اصل ذمہ داری العلماء ورثۃ

الانبیاء اوران کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت کے علمبردار ارباب روحانیت بھی اس میں شامل ہونے چاہئیں۔ایسی ہی ایک شخصیت حضرت قبلہ پیر اخندزادہ سیف الرحمان کی ہے۔جن کا مولد اگرچہ افغانستان ہے لیکن سرچشمہ فیوض و برکات پاکستان میں فروزاں نظر آتا ہے۔ جہاں کہیں موقع ملتا ہے خانقاہ سے نکل کر رسم شبیری ادا کرتے ہوئے اسلام کی درخشاں اور تابناک تاریخ کی جلوہ نمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مناظر ابنِ مناظر حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی

قبلہ اخندزادہ پیر سیف الرحمان پیر ارچی خراسانی حنفی مبارک عالم دین اور باعمل ہیں نہ صرف خود باعمل ہیں بلکہ ہزاروں عقیدت مندوں کو آپ نے صراط مستقیم پہ چلایا باشرح بنایا دین کی محبت ان کے دلوں میں ڈالی شریعتِ مطہرہ کا پابند بنایا جو یقیناً قلوب انسانی میں انقلاب ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل الرحمان اوکاڑوی

(جامعہ اشرف المدارس)

شمس المشائخ علامہ پیر اخندزادہ سیف الرحمان نقشبندی مجددی ایک بلند پایہ شیخ کامل ہیں ان کی ذات کا احاطہ الفاظ میں تو ممکن نہیں۔بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک بہت بڑی شخصیت ہیں۔نہ صرف پیر طریقت ہیں بلکہ بہت بڑے عالم دین ہیں آپ کی تعلیمات میں مسلک حق۔اہل سنت والجماعت کے عقائد کی پختگی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اور آپ کے مریدین سچے عاشق رسول نظر آتے ہیں۔

علامہ محمد غلام رسول فیصل آبادی

حضرت اخندزادہ مبارک ان مقدس ہستیوں میں سے ہیں جن کا وجودِ مسعود امت کیلئے رحمت اور غنیمت ہے علمی میدان ہو یا روحانی عقائد کا میدان ہو یا اعمال کا

الغرض جس فضیلت والے میدان میں دیکھیں آپ شہسوار ہی نظر آتے ہیں۔ اتباع سنت کی تکمیل میں آپ کی ساری زندگی بیت گئی۔ آپ کی علمی تحقیق اتنی مستحکم ہے کہ مخالف کو سکوت کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ بہت سے مسائل میں آپ کو دیکھا کہ کتابوں کے انبار لگا دیتے ہیں۔ آپ کی فقاہت بھی کرامت سے کم نہیں۔

علامہ غلام بشیر نقشبندی

جامعہ صفۃ المدینہ گجرات

حضرت اخندزادہ سیف الرحمان دامت برکاتھم العالیہ جامع شریعت وطریقت ہیں۔ ایک طرف شریعت کے باریک ترین مسائل پر گہری نظر ہے اور دوسری طرف طریقت کے بلند ترین مقامات زیب نظر ہیں۔ آپ کا پیغام بڑی تیزی سے شرق وغرب میں پھیل رہا ہے۔ گویا یہ دریا اب سمندر بن چکا ہے جو گوہر ہائے نایاب لٹا رہا ہے۔

جانشین ضیاء الامت حضرت پیر امین الحسنات شاہ

اخندزادہ حضرت پیر سیف الرحمان نقشبندی ماتریدی حنفی ان رجال عظیم میں سے ہیں جنہیں قدرت زوال پذیر معاشروں کے احیاء کیلئے منتخب فرماتی ہے۔ دورِ قحط الرجال سے گزرتے، ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح بکھرے اہل سنت والجماعت کیلئے آپ کی شخصیت عظیم سہارا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی سرگودھا

حضرت پیر سیف الرحمان صاحب مدظلہ جو علم وعمل کے زیور سے آراستہ ہیں اور شریعت وطریقت کے انوار سے منور ہیں اور امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کو اس زینت اور نورانیت سے مزین فرما رہے ہیں اور خیرِ امت کا جو طرہ امتیاز اور سرمایہ

فخر و ناز ہے اس کو اپنا فرضِ منصبی، ایمانی اور روحانی مقصد و مدعا سمجھتے ہوئے سرانجام دے رہے ہیں۔

علامہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

جامعة المصطفی گوجرانوالہ

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے کے مصداق ارضِ وطن کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے حضرت سیف الرحمان مبارک کے ہزاروں مریدین جو سنت و سیرت کے متبع نظر آتے ہیں۔اس سے ایک خاموش انقلاب کی صورت گری اہل سنت کیلئے انتہائی خوش آئند ہے۔

حیات اور بعد از حیات مقام تصرّف و روحانیت

عرصہ ایک سال سے عجیب کش مکش تھی ایک بزرگ بار بار اپنی بیعت ہونے کا کہہ رہے تھے مگر دل مطمئن نہ تھا۔اسی دوران خواب میں والد صاحب (بعد وفات) کی زیارت ہوئی اپنی پریشانی کا حل چاہا جواب ملا ابھی تمہارے بیعت ہونے کا وقت نہیں آیا انتظار اور بے قراری جاری رہی کہ فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ ایک رات ایک بڑے اجتماع میں عالمِ خواب میں خبر ملی کہ ایک بزرگ جنکی یہ کرامت ہے کہ وہ اپنا عصا پھینکیں تو زمین پر گرتے ہی انار کا درخت بن جاتا ہے۔پھل بھی لگتے ہی پک جاتے ہیں مگر وہاں پہنچنا اور پھل کھانا بے حد مشکل ہے، دریا، نہریں اور انتہائی کٹھن پہاڑی علاقے مگر چلتے ہی بے حد آرام دہ طریقے سے سفر طے ہو گیا، کچھ فاصلے پر نماز ادا کی تو کوئی بہت بڑی طشتری انار کے دانوں کی پیش کر رہا تھا جن میں سے بہت سارے دانے کھائے نہایت لذیذ اور مختلف ذائقہ جو بیدار ہونے پر بھی محسوس ہو رہا تھا۔بتایا گیا کہ یہ دانے اس کرامت والے درخت سے لائے گئے ہیں پھر آگے جا کر وہ منظر

دیکھا کہ کھیتوں کے درمیان سرخ زلفیں سرخ ریش مبارک سفید لباس وسفید عمامہ شریف میں نہایت نورانی چہرہ کہ اچانک عصا کو گھما کر جو زمین پر پھینکا تو ویسے ہی انار کا پودا تیار ہو گیا خواب دیکھ کر قرار اور تسکین ہو گئی تقریباً اڑھائی سال کے بعد کسی نے ایک بزرگ کی تصویر لا کر تحفہ دی جب کھول کر دیکھا تو یہ وہی شخصیت تھی جس کو انار کا پودا اگاتے دیکھا اور اس کا پھل کھایا تھا۔ یہ حضرت مبارک اخندزادہ سیف الرحمان تھے۔ آپ کے تصرف نے باقاعدہ نسبت سے اتنا عرصہ قبل ہی سنبھال لیا اور دیدار سے بھی مشرف فرمالیا۔

2۔ یہ اپنا رومال لے لو یہ حضرت مبارک علیہ الرحمہ اپنی زوجہ محترمہ کو فرمار ہے تھے گھر میں داخل ہوتے ہی۔ مگر آپ تو مسجد میں تھے بی بی صاحبہ نے گھر میں سوچا تھا کہ جو رومال آج حضرت کے ہاتھ میں ہے وہ مجھے مل جائے تو اچھا ہو۔ آپ نے گھر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے رومال زوجہ محترمہ کو دے دیا۔

3۔ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا دن ہے۔ بے انتہا رش ہے محرم و نامحرم کے اختلاط کی وجہ سے آپ کی زوجہ صاحبہ کیلئے کنکریاں مارنے میں سخت دشواری ہے۔ محرم حضرات اگرچہ ساتھ ہیں مگر جگہ کا حصول ناممکن نظر آتا ہے۔ اچانک حضرت بی بی ماریہ صاحبہ کو حضرت مبارک کی آواز آتی ہے کہ ڈرنا نہیں، یکدم ایک تخت سامنے آ گیا آپ اس پر بیٹھ گئیں یوں محسوس ہوا جیسے روح دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ایک حصہ تخت پر دوسرا نیچے ایک دم رش ہٹ گیا جگہ بن گئی اور آپ نے نہایت آسانی سے کنکریاں مار لیں۔ واپس پاکستان پہنچ کر حضرت مبارک کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا مجھے سب معلوم ہے۔

4۔ حضرت کا ایک مرید افغانستان سے چلا خدمتِ اقدس میں حاضری کیلئے طورخم پر پہنچا تو گیٹ بند ہے سرکار مبارک کا وسیلہ پیش کر کے دعا کی فوراً آپ تشریف لائے مرید کا ہاتھ پکڑا دوسرے ہاتھ سے تالا کھولا اور گزار دیا۔

5۔ گھر کے اندر تبادلہ خیال ہو رہا ہے۔ خواتین کا کہ داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر جانے کا شوق ہے۔ زیارت کو جانا چاہئے۔ حضرت جناب حیدری صاحب مبارک کی اہلیہ مکرمہ بیان فرماتی ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مبارک علیہ الرحمہ ہی کی زیارت کر لیتی ہوں۔ چائے لے کر حاضر خدمت ہوئی تو غیر موجودگی میں ہونیوالی گفتگو کو جان کر فرمایا چائے لے کر آئی ہو یا زیارت کو آئی ہو، عرض کیا دونوں کاموں کیلئے فرمایا زندہ کی زیارت یا مُردہ کی عرض کیا گیا زندہ کی فرمایا میں بھی ہر وقت زندہ نہیں رہوں گا۔ آج لوگ مجھے نہیں پہنچانتے، داتا صاحب علیہ الرحمہ کی طرح میری قدر لوگوں کو بعد میں ہو گی۔ میں قطب مدار بھی ہوں۔ قطب ارشاد بھی تمام متوسلین اور اہل خانہ کیلئے جو زمین پر بلائیں اور مصیبتیں آتی ہیں میں ان میں ڈھال ہوں۔ اور قطب ارشاد یعنی ذات بیچوں سے جو فیض آتا ہے وہ سیدھا میرے اوپر آتا ہے۔ پھر دنیا میں موجود اغواث واوتادو اولیاء کو میں تقسیم کرتا ہوں۔

6۔ حضرت کی ملاقات اس گائے سے ہوئی جس نے زمین کو اپنے سینگوں پر اٹھا رکھا ہے۔ عرض گزار ہوئی میرے لئے دعا کریں کہ زمین کا جو وزن اللہ نے میرے اوپر ڈالا ہے اور جو ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے میں اسے احسن طریقے سے نبھا سکوں۔

7۔ پہاڑی علاقہ ہے خطرناک راستے پر چند سالکین کو لے کر جیپ منزل کی طرف رواں دواں ہے، حضرت مبارک کے داماد فرماتے ہیں۔ سب انتہائی پریشان

ہیں گہری کھائی میں گرنے والی تھی کہ اچانک جیپ رک گئی۔ اس لئے کہ سب نے اپنے مرشد کو بے قراری میں پکارا تھا۔ جیپ کے رکتے ہی سب لوگ باہر کود گئے اور جیپ کھائی میں گر گئی دیکھا گیا کہ جیپ کے ٹائر کے نیچے حضرت مبارک کا بازو ہے۔ جیپ واپس پہنچ کر دیکھا تو واقعی حضرت مبارک نے اپنے بازو پر گرم پٹی باندھ رکھی تھی جو مسلسل 3 دن باندھی رکھی۔

8۔ اچانک حضرت حیدری صاحب مبارک نے حضرت یار صاحب مبارک کو حکم دیا کہ فوراً میرے ساتھ چلو ہمیں پبی سے ہو کر ہری پور ہزارہ مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کے تعزیتی ریفرنس میں شرکت کرنا ہے۔ وقت بالکل نہیں تھا۔ یار صاحب مبارک کو اطمینان نہیں تھا کہ یوں سفر کا آغاز کر دیا جائے کیوں آپ کی عادت تھی کہ مبارک علیہ الرحمہ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی حیات مبارکہ کی طرح قدموں میں حاضر ہو کر اجازت طلب کرتے اطمینانِ قلب کی صورت میں اجازت مل جاتی تو سفر کو نکلتے مگر آج اس کی مہلت ہی نہ ملی بے چینی سے سفر تو کٹ گیا۔

پبی پہنچ کر سوئے تو خواب میں دیدار نصیب ہوا، آپ علیہ الرحمہ نے چہرہ مبارک پھیر لیا اور فرمایا تم (فرڑ) کر کے چلے گئے یعنی اتنی جلدی اور عجلت میں چلے گئے اور پوچھا بھی نہیں۔ بعد بیداری کے ایصالِ ثواب کے نوافل پڑھے دعا کی اور محفل میں جانے سے انکار کر دیا۔ اشراق کے بعد جو دوبارہ چند لمحے استراحت کو ملے تو دوبارہ حضرت نے کرم فرما دیا جانے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ فرمایا تمہارا وہاں جانا بہت ضروری ہے وہاں تمہیں میرا ایک دشمن ملے گا اور بعد ملاقات کے وہ دوست بن جائیگا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں چلا گیا اور وہاں پہنچ کر بعینہٖ وہی ہوا

جو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔

9۔ صاحبزادہ یار صاحب مبارک ہی کراچی میں فضائل اہل بیت کانفرنس میں سیّدہ خاتون جنت کی شان بیان فرماتے ہوئے ایک ایسی حدیث بیان کر دیتے ہیں جس کو خود پڑھا نہیں تھا حضرت مبارک کی حیات میں ان کی زبان اقدس سے سنا تھا۔ دوران محفل کسی نے اٹھ کر حدیثِ مذکورہ کا ریفرنس پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا کہ تقریر کے بعد بتاؤں گا۔ اب چونکہ مطالعہ میں وہ حدیثِ مبارکہ نہ تھی اس لئے کچھ فکر لاحق ہوئی۔ بہر حال بعد خطاب آپ کو ملحقہ لائبریری میں بٹھایا گیا وہاں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی حضرت مبارک لائبریری میں تشریف لائے اور فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 29 پر اپنی انگلی لگائی۔ فوراً آنکھ جو کھلی تو مذکورہ جلد کی طرف خیال گیا اٹھ کر جو اسے کھولا تو اسی صفحے پر وہی حدیث موجود تھی جس کا جواب دینا باقی تھا۔

10۔ چھوٹے بچے کبھی مزارِ اقدس پر چلے جاتے ہیں۔ صاحبزادہ حبیب جان مبارک کو خواب میں فرمایا کہ بچوں کو اوپر مت آنے دیا کرو چھوٹے ہیں اگر پیشاب کر دیں تو جگہ ناپاک ہو جائے گی۔

11۔ حضرت کی وفات کے بعد حضرت بی بی ماریہ صاحبہ نے اضطراب اور پریشانی کے سبب چاہا کہ کبھی داتا صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں حاضری دوں کہ شاید کچھ روحانی سیرابی ہو تو فوراً اسی رات خواب میں بی بی صاحبہ کو فرمایا کہ میرا دامن مت چھوڑو۔

12۔ حضرت مبارک علیہ الرحمہ کا عرس تھا اور عبد اللہ نامی مرید پشاور میں، حاضری کیلئے کرایہ نہیں، پریشان ہے، حاضری کو بے قراری ہے مگر۔ آپ علیہ الرحمہ

نے خواب میں فرمایا باہر نکلو اور ارادہ کرو گھر کے قریب ہی ایک مدرسہ تھا دیکھا تو وہاں ایک گاڑی تیار کھڑی ہے لوگ آستانہ عالیہ فقیر آباد کیلئے سوار ہو رہے ہیں آنیوالے سب مریدین تھے بغیر کرائے کے وہ ساتھ لے آئے اب واپسی کا وقت آیا تو کوئی اور گاڑی پشاور جا رہی تھی حضرت صاحبزادہ حمید جان نے فرمایا تم بھی اسی گاڑی میں جاؤ اب واپسی بھی ساتھیوں کے ساتھ بغیر کرائے کے ہوگئی۔

13۔ جامعہ معقول ومنقول عاشق رسول استاد الاساتذہ پیر محمد عابد حسین رضوی سیفی دامت برکاتھم القدسیہ فرماتے ہیں کہ میرے آبائی گاؤں کوٹ سرور کوئی خاندانی رنجش ہوگئی۔ میں آستانہ عالیہ منڈیکس شریف تھا کہ میری غیر موجودگی میں فریق مخالف پورے پروپیگنڈے سے کثیر تعداد میں مجھے مارنے کے ارادے سے جمع تھے میں جب واپس آیا تو کسی آدمی کے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار تھا یکدم مخالفین نے مجھے دیکھتے ہی گولیاں کا رخ میری طرف کیا میں نے حضرت مبارک علیہ الرحمہ کا تصور کیا آپ سے مدد طلب کی اور فوراً چادر اوڑھ لی اسی لمحے مجھ پر فائر شروع ہو گئے پانچ گولیاں میرے سینے میں پانچ چھ فٹ کے فاصلے سے ماری گئیں مگر وہاں موجود ہر شخص کی آنکھ نے یہ منظر دیکھا کہ گولیاں چادر میں لگتی ہیں چادر جگہ جگہ سے چھلنی ہو جاتی ہے مگر میرے جسم تک ایک گولی کا نشان تک نہ پہنچا گولی لگتی اور خود ہی پلٹ کر نیچے گر جاتی، اسی دوران مجھے دوبارہ حضرت مبارک کی آواز آئی کہ فوراً اتر کر گھر چلے جاؤ۔ لوگوں نے بھی شور مچا دیا سامنے ہی میرے چچا گھر تھا میں وہاں چلا گیا اور حضرت مبارک کی مدد اور تصرف سے کوئی میرا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ جب دوبارہ حضرت کی بارگاہ میں حاضری ہوئی تو آپ کے اندازِ گفتگو سے محسوس ہوا کہ آپ کو سب کچھ پتہ ہے۔

سفر و حضر میں عبادت و ریاضت کی انوکھی شان

ہم عمل کرنے میں رخصتوں کی تلاش میں رہتے ہیں جبکہ حضرت مبارک علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کا ہر لحہ عزیمت پر ہی عمل سے سرفراز نظر آتا ہے۔ ہر عمل عقل و عشق کا حسین امتزاج ہوتا کیونکہ خالی عقل انسان کو فلسفی، دہریہ اور ملحد بنا دیتی ہے اور بغیر عمل کے خالی عشق سے بھی منزل نہیں ملتی۔ محبت اور اطاعتِ رسول ایک ساتھ ہوں تو انسان فلاح دارین حاصل کر سکتا ہے۔ آپ کی ذاتِ اقدس میں اطاعت کا انوکھا انداز دیکھنے میں آیا نماز اور دیگر واجبات دینیہ کی ایسی پابندی، شوق، اہتمام واقعی آپ ہی کے شایان شان تھا۔ کبھی آپ نے جماعت کے بغیر نماز ادا نہیں کی حتیٰ کہ تکبیر اولیٰ بھی کبھی نہ چھوٹی ایک مرتبہ حالتِ سفر میں ایسا ہوا تو بڑی دیر تک آپ کو تکبیر اولیٰ کے رہ جانے کا افسوس رہا اور آپ نے کئی بار اس کا اظہار بھی فرمایا۔ عمر کے آخری عرصے میں کئی سال آپ کو بلڈ پریشر، شوگر، جوڑوں کا درد، گردوں، آنکھوں اور دانتوں کی شدید تکلیف لاحق رہیں اور ان امراض کے سبب آپ وہیل چیئر استعمال فرماتے اس کے باوجود آپ کا مقام عزیمت کہ آپ ہر نماز مسجد میں تشریف لا کر جماعت کے ساتھ ادا فرماتے۔ آپ سفر فرماتے تو خلفاء و مریدین کا ایک قافلہ آپ کے ہمراہ ہوتا جس میں بالالتزام آپ کا خادم خاص، ترجمان، باورچی، موذن، مجوّد قاری اور امام بھی ساتھ ہوتے اسی کی وجہ یہ ہوتی کہ جیسا کہ پنجاب میں قرآن کریم کو تجوید کے ساتھ پڑھنے والے قراء بہت کم ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو بہت سے علماء کرام ایسے ہیں جنہیں اس اہمیت اور فرضیت کا احساس ہی نہیں ہوتا مگر حضرت مبارک ہمیشہ درست تلفظ کرنے والے موذن کی اذان اور مجوّد قاری کی امامت میں نماز ادا فرماتے نماز کے

بعد تلاوت بھی ہمیشہ مجوّد قاری سے ہی سماعت کرتے ۔ اگر کوئی قاری غلط قرات کرتا تو

آپ رحمہ اللہ تلاوت روک کر اس کی غلطی درست کرواتے پھر آگے بڑھنے کی اجازت

دیتے ۔ حالتِ حضر میں ایک مرتبہ آپ شدید علیل تھے کہ نماز کیلئے مسجد تشریف لانا

ممکن نہ تھا ۔ اشارے سے لوگوں کو نماز کی ادائیگی کی اجازت دے دی لوگ نماز ادا کر

چکے کچھ دیر بعد جب آپ کو قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا میں نے آج تک کبھی

جماعت کے بغیر نماز نہیں پڑھی باہر دیکھیں اگر کچھ لوگ نماز پڑھنے والے ہوں تو انہیں

بلوائیں چنانچہ دیکھا گیا تو آستانہ عالیہ میں بعد میں آنیوالے چند اشخاص ایسے تھے

جنہوں نے ابھی تک نماز ادا نہیں کی تھی ۔ آپ نے انہیں اپنے کمرے میں بلایا اور

باجماعت نماز بصد شکر ادا کی ۔ زندگی کے آخری لمحات تک آپ کے معمولات جاری

رہے ۔ ہر روز تلاوت قرآن کریم سلاسل اربعہ کے تمام اسباق بمعہ نقشبندیہ کے 36

مراقبات کی ادائیگی کے کبھی تساہل نہیں برتا ۔ شب و روز میں آپ کے معمولات کی

ترتیب یوں ہوتی تھی ۔

1 ۔ اگر وقتِ مکروہ نہ ہوتا تو وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ادا فرماتے ۔ نماز

تہجد میں آپ عموماً بارہ رکعتیں ادا فرماتے صبح صادق کے طلوع ہونے تک 600 مرتبہ

استغفار پڑھتے ۔ فجر کی سنتوں کے بعد وقت ہوتا تو مسنون تکیہ لگاتے تکیہ کے بعد بسم

اللہ کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر 41 مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتے ۔ پھر (سبحان اللہ

وبحمدہ سبحان اللہ العظیم) پڑھتے ۔ سنتوں کی پہلی رکعت میں کافرون اور

دوسری میں اخلاص تلاوت فرماتے ۔

نماز فجر باجماعت ادا فرمانے کے بعد مجوّد قاری سے سورۃ یٰسین سنتے اور نماز

اشراق تک کبھی سالکین کی تربیت فرماتے کبھی علوم ومعارف میں مباحثہ فرماتے۔ کبھی طالبین کو بیعت فرماتے۔ طلوع آفتاب کے 25 منٹ بعد 4 رکعت نماز اشراق 2 +2 کی نیت کے ساتھ ادا فرماتے بعد ازاں خانقاہ شریف میں مہمانوں اور سالکین کے ساتھ ناشتہ تناول فرماتے۔ چاشت تک علماء ومہمانوں کے ساتھ حسب ضرورت دقائق سلوک پر گفتگو ہوتی چاشت کی نماز کیلئے گھر تشریف لاکر تازہ وضو فرماتے تحیۃ الوضو ادا فرمانے کے بعد گھر میں ہی نماز چاشت ادا کرتے۔ نماز چاشت کے بعد ہر روز 3 پارے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ قیلولہ فرمانے کے بعد خانقاہ شریف میں سالکین کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے۔ نماز ظہر جامع مسجد میں طوال مفصل اور کبھی اوساط مفصل سے ادا فرماتے۔ تمام نمازیں اوقاتِ مستحبہ میں قراتِ مسنونہ کے ساتھ ہی ادا کرتے۔ نماز ظہر کے بعد سورۃ فتح کا آخری رکوع قاری صاحب سے سماعت فرماتے۔ اذان عصر تک ذکر، توجہ اور بیعت کا سلسلہ جاری رہتا۔ اذان عصر کے بعد گھر تشریف لاکر وضو فرما کر تحیۃ الوضو ادا فرماتے۔ مسجد واپس آکر تحیۃ المسجد پڑھتے اور نماز باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ ادا کرتے۔ نماز کے بعد سورۃ عم یتساء لون سماعت فرماتے۔

ختم خواجگان یعنی ختم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ختم خلفائے ثلاثہ، ختم خواجہ معصوم، ختم حضرت شاہِ نقشبند، ختم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، ختم مولانا ہاشم سمنگانی، ختم اویس قرنی، اگر مغرب میں وقت باقی ہوتا تو کبھی نعت شریف کبھی مثنوی کے اشعار یا شیخ سعدی وغیرہ بزرگوں کے اشعار کبھی سنتے اور کبھی خود بھی سناتے۔

غروب آفتاب کے بعد اذانِ مغرب ہوتی اور پھر باجماعت نماز قصار مفصل

کے ساتھ ادا ہوتی نماز کے بعد اوابین کیلئے آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لاتے۔
اس دوران سورۃ حٰم السجدہ تلاوت فرماتے گھر پہنچ کر سجدہ تلاوت ادا کرتے اور پھر
2+2+2=6 رکعت نمازِ اوابین کے بعد سورۃ یٰسین اور سورۃ واقعہ بھی خود تلاوت
فرماتے۔ بعد ازاں خانقاہ شریف میں کھانا تناول ہوتا۔ مسنون وقت میں نمازِ عشاء
پڑھی جاتی جس میں اوساط مفصل کی تلاوت ہوتی البتہ وتر کی نماز میں سبح اسم +
کفرون + اخلاص پڑھی جاتیں نمازِ وتر کے بعد دوبارہ آہستہ اور تیسری بار با آواز بلند
سبحان الملک القدوس پڑھتے۔ ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ پڑھتے اور اذکار مسنونہ کے
بعد تین بار دعا مانگتے۔ بعد از نمازِ عشاء سورۃ ملک کی سماعت کرتے اور یٰسین شریف کی
تلاوت فرماتے۔

علمائے ربانیین وہی ہوتے ہیں جو درجہ کمال پر پہنچ کر بھی عبادت میں کمی نہیں
کرتے وہ ڈرتے رہتے ہیں ہر لمحہ ان کی خشیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ایک ہم
ہیں کہ نماز روزے سے غافل رہ کر بھی خود کو کامل سمجھتے ہیں۔ اللہ ہمیں معاف فرمائے۔

حضرت مبارک ،اہل خانہ کے ساتھ!

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے
گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا
ہوں۔ جب ہم نے حضرت مبارک علیہ الرحمہ کی حیاتِ مبارکہ کے اس گوشے سے
پردہ سرکایا تو یہاں بھی تعلیمات محمدیہ یعنی سنت اقدس کا نور ہی نور نظر آیا۔ آپ گھر میں
صفائی ستھرائی کی طرف بھی بہت توجہ فرماتے گزرتے ہوئے اگر زمین پر گندگی وغیرہ
ہوتی تو آپ اپنے عصا مبارک سے اشارہ فرما کر خواتین کو صفائی کی طرف متوجہ

فرماتے۔ کبھی لنگر خانے کی طرف تشریف لے جاتے اور کھانا یا چاول وغیرہ اگر نیچے گرے ہوتے تو آپ فرماتے کہ یہ بذر ہے اور گناہ ہے۔ میں تو آپ سب کی ضرورت کے مطابق خرچ کر دیتا ہوں اور صدقہ کر دیتا ہوں اب تم لوگ ہی اس کے جواب دہ ہو۔

آپ کھانا تناول فرماتے ہوئے اردگرد والوں کا بہت خیال فرماتے خدمت گاروں اور مہمانوں کو کچھ حصہ ضرور عنایت کرتے۔ خاص طور پر اگر خاندان میں بچیاں مہمان آئی ہوتیں تو ان کی ضروریات کا بہت خیال کرواتے کوئی خاص موقع ہوتا تو انہیں لباس بھی خرید کر دیتے۔ گھر میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ خود اس کے کمرے میں عیادت کیلئے تشریف لے جاتے، دلجوئی کرتے، گفتگو فرماتے، دوا کیلئے رقم بھی عطا کرتے۔

گھر کا ہر فرد باہر جاتے ہوئے آپ علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر جاتا۔ خواتین خانہ اگر میکے جانے کی اجازت طلب کرتیں تو بعض اوقات خوش طبعی میں آپ فرماتے اولوالعزم پیغمبروں کی تعداد (6) کے مطابق ٹھہرنے کی اجازت ہے۔ آپ خود باہر کہیں تشریف لے جاتے تو تمام خواتینِ خانہ کیلئے کچھ تحفہ ضرور لے کر آتے۔ آپ کے کمرے میں جو بھی اہل خانہ میں سے حاضر ہوتا ضرور کچھ عطا فرماتے اگر گود میں چھوٹا بچہ ہوتا جو کچھ نہ کھا سکتا تو کوئی ٹافی وغیرہ اپنے دہن مبارک میں چوس کر اس کی ماں کو دیتے کہ بچے کے منہ میں ڈالو تا کہ بچہ بھی محروم نہ رہے۔ باڑہ کی سکونت کے دوران خواتین کو جب کپڑوں کی ضرورت ہوتی تو باڑہ میں ایک مرید کی دکان تھی آپ اسے فرماتے کہ گاڑی بھر کر کپڑے لے آؤ آپ تمام خواتین کو بلوا کر پسند کرواتے اور

خرید لیتے۔ 150 سے 200 تک افراد آپ کے گھر میں آپ کی زیر کفالت رہتے تھے۔ کلی اتفاق تھا۔ ہر فیصلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے۔ حتیٰ کہ ہر بچہ اور بچی جب بالغ ہو جاتے تو فوراً شادی کا انتظام کیا جاتا۔ تمام بچوں کے انتخاب، شادیوں پر دونوں گھروں کے اخراجات، لڑکی کا ضروری جہیز، لڑکے کی طرف سے حق مہر یہ سب حضرت مبارک ہی عطا فرماتے اور شادی ہو جاتی۔ نہ کسی کو اعتراض ہوتا نہ اختلاف۔

گھر میں کبھی فارغ ہو جاتے تو بزرگانِ دین کے اشعار سنتے، سناتے اور پھر تشریح بھی فرمایا کرتے۔ کبھی دورانِ سماعت کیفیت تبدیل ہو جاتی تو خواتین کو فرماتے محفل شروع کرو اور نعت پڑھو۔ جب صالحین کا ذکر کیا جائے تو رحمت کا نزول ہوتا ہے اور وہ ذکر عبادت ہے۔ آپ فرماتے جو انوار و تجلیات ذکر کے وقت نازل ہوتے ہیں۔ ان کو سب میں تقسیم نہ کرنا کنجوسی ہوتا ہے۔ لہٰذا نعت خوانی کے ذریعے سب کو حصہ پہنچتا ہے۔ اس طرح وہ فراغت بھی ذکر خداوندی کی نورانیت میں تبدیل ہو جاتی اور یہ نورانیت پورے ماحول کو پُر نور اور پُر سکون بنائے رکھتی۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علامہ راؤ عامر رضا رضوی

مدرس جامعہ جیلانیہ رضویہ لاہور کینٹ

(تاثرات)

میرے والد گرامی پیر طریقت رہبر شریعت علی رضا سیفی نے اخندزادہ مبارک کے سلاسل اربعہ میں مطلق خلافت حاصل کی ہے ان کی زندگی کے اطوار اور لوگوں کے ساتھ لین دین کے معاملات میں تقوی کی کیفیت جو نظر آتی ہے وہ انہی بزرگوں کے توسط سے ہے۔ اپنے والد صاحب کے کمالات کو دیکھ کر ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کو تراشنے والا کس قدر صاحب کمال اور متقی ہوگا مجھے خود کئی بار حضرت مبارک کی زیارت اور صحبت نصیب ہوئی ہے۔ جس نے سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کیا ہو اور وہ شخص چند ایام حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گذارے تو آپ کی محبت اور زیارت سے سیرت طیبہ کا نورانی عکس نظر آئے گا میں یہاں پر اہل سنت کے ایک مقتدر عالم دین کے الفاظ کیوں نہ تحریر کردوں۔ علامہ ارشد القادری اور عبدالحکیم شرف قادری جب آپ کی زیارت سے واپس لوٹے تو ہمارے استاذ محترم قبلہ پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب نے جب علامہ ارشد القادری سے پوچھا کہ وہاں آپ نے کیا دیکھا تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مبارک سے ملاقات کر کے حضور ﷺ اور صحابہ کرام کا دور یاد آتا ہے۔ ہم بڑے خوش قسمت ہیں جنہیں اخوندزادہ مبارک کا زمانہ نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان کی اتباع سنت سے حظ وافر عطا فرمائے۔

یہ رسالہ رابعہ عصر حاضر سیدہ تسنیم ہاشمی صاحبہ کی نہایت عمدہ کاوش ہے آپ کو خواتین میں سب سے پہلے مبارک علیہ الرحمۃ کی طرف سے مطلق خلافت ملی۔ کثیر تعداد میں آپ کے مدارس شریعت وطریقت کی تعلیم کا مرکز ہیں جن میں شریعت کے مطابق مستورات کی تعلیم وتربیت کا انظام ہے خصوصاً گجرات اور کشمیر میں بہت سے علمی مراکز ہیں۔ جو مسلک اہلسنت و جماعت کے لیے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اللہ باجی صاحبہ کے قلم میں مزید برکت پیدا فرمائے اور خدمت دین میں استقامت نصیب فرمائے۔ امین

راؤ عامر رضا رضوی

مدرس جامعہ جیلانیہ رضویہ لاہور کینٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استاذ العلماء حضرت علامہ ندیم سبحانی

(تاثرات)

حقیقتاً علماء ومشائخ وہی ہیں جنہوں نے علم باطن اور علم ظاہر کی تربیت حاصل کی ہو اور حضرت پیر سیف الرحمٰن مبارک کا شمار بھی ایسے علماء ومشائخ میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی ظاہری علوم کی درس وتدریس اور باطنی علوم کی تعلیم وتربیت میں صرف فرمائی۔ آپ کے شاگردوں کو دیکھ کر آپ کی ذات آفتاب ومہتاب کی طرح نظر آتی ہے۔ آج اہل سنت وجماعت کے بازار میں جو گرمی وحرارت نظر آتی ہے وہ انہی لوگوں کی کاوشوں کی برکات ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسے مشائخ فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری وساری فرمائے اور خواتین کی تربیت کے حوالے سے بھی حضرت پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب کا تربیت کا بہترین نظام نظر آتا ہے۔ شیخہ الحدیث تسنیم ہاشمی اس وقت اہل سنت وجماعت کی خواتین میں ایک لاجواب شخصیت کی حامل ہیں اللہ جل مجدہ اہل سنت کو قائم ودائم رکھے اور محترمہ کی تصنیف کو نفع بخش بنائے۔ آمین۔

حضرت علامہ ندیم سبحانی صاحب
خطیب جامع مسجد نور محمدی لاہور کینٹ
نادر آباد نمبر 2 بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

مرکزی جامعہ سیفیہ رحمانیہ کی برانچز
کتاب ہذا کے ملنے کے پتے

۱۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام ڈھوک کھوکھراں دینہ جہلم

۲۔ جامع تحسین القرآن لبنات الاسلام قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ

۳۔ جامعہ فریدیہ صدیقیہ لبنات الاسلام محلہ مشرقی گجرات

۴۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ تسنیم العلوم فتح پور گجرات نزد گورنمنٹ گرلز سکول

۵۔ شفیع العلوم جامعہ سیفیہ رحمانیہ کوٹلی لوہاراں نزد ہیڈ مرالہ سیالکوٹ

۶۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ خزینہ ابراہیم کلووال سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

۷۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام، اسلام نگر ٹانڈہ گجرات

۸۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ فیض العلوم مٹوانوالہ گجرات

۹۔ جامعہ حب القرآن سمبڑیال محلہ رسول پور

۱۰۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ تسنیم العلوم لالہ زار کالونی

۱۱۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ تسنیم العلوم ہیڈ مرالہ کھنہ سیالکوٹ

۱۲۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ فیضان عائشہ کوٹلہ حاجی شاہ

۱۳۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام چہلہ بانڈی مظفرآباد

۱۴۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام دریک نہران راولہ کوٹ آزاد کشمیر

۱۵۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام نزد چک دھمنی راولہ کوٹ آزاد کشمیر

۱۶۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام پانیوالہ راولہ کوٹ

۱۷۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ فیضان تسنیم ڈاک کوٹ جیمل تحصیل برنالہ ضلع بھمبر آزاد کشمیر

۱۸۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ بھگوال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۱۹۔ جامعہ تسنیم العلوم ڈاکخانہ کوٹلہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۲۰۔ جامعہ گلشن آمنہ گلیانہ بمقام چیچاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۲۱۔ جامعہ تسنیمیہ ریاض العلوم محلہ غوثیہ وارڈ نمبر 8 ضلع ننکانہ صاحب تحصیل شاہ کوٹ

۲۲۔ جامعہ رضویہ حفیظ الایمان اڈا پنواں حیدری محلہ ضلع ننکانہ صاحب تحصیل شاہ کوٹ

۲۳۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ چک نمبر 108 سائیں دی کھوئی تحصیل و ضلع فیصل آباد

۲۴۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ نور القرآن دھڑ شریف

مرکزی جامعہ سیفیہ رحمانیہ لبنات الاسلام کے چند مناظر